

مسیح موعودؑ نمبر ۱

قادیان

ہفت روزہ

The Weekly  
"BADR"

QADIAN-143516.

جلد ۲۲

شمارہ ۱۱، ۱۰

بدر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان ۱۳ رمضان ۱۴۱۳ھ ۱۸ اگست ۱۳۷۲ء ۱۸ مارچ ۱۹۹۳ء

قرآن حکیم حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام

”میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے، بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور نا انصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔“

(روحانی خزائن جلد ۱۷)

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)



شبیبہ مبارک سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ علیہ السلام

مدیر  
منیر احمد خادم  
ناٹبیل  
قریشی محمد فضل اللہ  
محمد نسیم خان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ بکدار قادیان

مورخہ ۱۱-۱۸ امان ۱۳۷۲ھ

## ”قادیانیت کا حملہ پوری دنیا پر“

لاہور سے ہمارے ایک کرم فرمانے چند یوم قبل ”انجن طلباء قادیان مصطفیٰ پاکستان“ کا ایک اشتہار بھیجا ہے جس میں مذکورہ انجن نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے موصلاتی سیارے کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے خطبہ جمعہ اور درس القرآن پر بہت کچھ غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے۔

انجن نے لکھا ہے :-

”جن لوگوں کے مذہبی عقائد کے پرچار کو قانوناً مجرم قرار دیا گیا تھا وہ اب بلا روک ٹوک ہم سب کے گھروں، کمروں کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔“

پھر لکھا :-

”اس کا بڑا سبب علماء اسلام کی نااہلی اور تفرقہ بازی ہے۔ اب حال یہ ہو چکا ہے کہ یہ ماجرا دیکھ کر علماء اسلام نے مکمل چپ سادھ لی ہے۔ اگر یہی صورت رہی تو خدا کی قسم بہت جلد قادیانیت پوری دنیا پر چھا جائے گی۔“

انجن نے اس کا حل بتاتے ہوئے آگے لکھا :-

”اس کا صرف اور صرف یہی ایک حل ہے کہ علماء اسلام یہ پروگرام دیکھنے سے ہرگز کسی کو منع نہ کریں بلکہ قادیانی جو دلائل اپنے مذہب کے حق میں پیش کریں پاکستانی ٹیلی ویژن کے ذریعہ منہ توڑ جواب پیش کریں۔ دلائل کا جواب دلائل سے نہ دیا گیا تو اسے عوام علماء کی علمی شکست تصور کریں گے۔“

انجن کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلباء کی انجن ہے۔ اس لحاظ سے یہ نوجوانوں کی انجن ہوئی۔ نوجوانوں نے بے شک بات دی کہی ہے جو ان کے بزرگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی تھی باوجود اس کے انہوں نے اس رنگ میں تبلیغ شروع کر دی ہے جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ لیکن ان طلباء نے جو حل نکالا ہے وہ بہت درست اور قابلِ داد ہے۔ حل پیش کرنے میں پاکستان کا یہ نوجوان طبقہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلا۔ چنانچہ انہوں نے سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے علماء اسلام کو واضح طور پر کہا ہے کہ

● — احمدیوں کی تبلیغ بند نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ان کی تبلیغ بند کرنا اب پاکستان کے مولوی کے بس کی بات نہیں رہی۔

● — لہذا علماء کو چاہیے کہ وہ احمدیوں کے دلائل کا جواب دلائل سے دیں۔

یہی وہ بات ہے جو احمدی عرصہ ایک سو سال سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ امن و امان سے بیٹھو۔ قرآن مجید کو تم بھی مانتے ہو، قرآن مجید کو ہم بھی مانتے ہیں۔ قرآن مجید میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ کیوں نہیں ہم اپنے اختلافی مسائل کو قرآن مجید سے حل کر لیتے۔ لیکن باوجود اس کے ”علماء اسلام“ کہلانے والے ہمیشہ ہی پاکستان میں بھی اور ہندوستان و بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کو جسمانی اذیتیں دینے، مارنے، نقصان پہنچانے، مساجد اور قرآن کو جلانے کی تعلیم دیتے رہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے رہے کہ قادیانیوں کو مارنے کے نتیجے میں، قادیانیوں کے خلاف ”جہاد“ کرنے کے نتیجے میں اگر کوئی مسلمان مرتا ہے تو وہ ”شہید“ گنا جائے گا۔ ہم اس کی جنت کی ضمانت دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے سینا گھر کے ٹکٹوں کی طرح جنت کی ٹکٹیں بلیک میں انہوں نے خرید رکھی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں کیا کیا کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ مستقبل کا مورخ جب ان داستانوں کو لکھے گا تو آنے والی نسلیں ان لوگوں کے گھناؤنے کردار پر آنسو بہائیں گی۔ لیکن ہم صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک سلسلہ کی بنیاد صرف اور صرف الہام الہی پر مبنی ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جھوٹا الہام بنانے والے کو وہ نیست و نابود کر دیتا ہے۔ انجام کے لحاظ سے جھوٹا ملہم ہمیشہ ناکام و نامراد رہتا ہے (الحاقہ : ۲۵ تا ۳۸) پھر فرمایا کہ دو طرح کے لوگ ظالم ہیں۔ ایک وہ جو جھوٹا الہام بناتے ہیں۔ اور ایک وہ جو سچے الہام کو جھٹلاتے ہیں۔ ہر دو ظالم ہیں۔ اور اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہتے ہیں (عنکبوت : ۶۹)۔

## اخبار احمدیہ

لنڈن ۵- مارچ (جمعۃ المبارک) : امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بغیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد لنڈن سے اپنا بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلمانوں کی دلچسپی اور دنیا کے لاکھوں افراد نے سنا اور دیکھا۔ حضور انور نے شہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حدیث نبوی کی روشنی میں رمضان المبارک میں انفاق فی سبیل اللہ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ اس سنت نبوی

کا بہت ہی غلامی کے ساتھ پابند ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بوسنیا کے مظلومین کے لئے جو میں نے تحریک کی تھی اس پر جماعت نے جس رنگ میں بلیک کہا ہے وہ قابلِ رشک ہے۔

بوسنیا کی تحریک سے متعلق اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اب تک ساری

دنیا سے اس تحریک میں دو لاکھ دس ہزار پونڈ کی وصولی ہو چکی ہے جس میں پاکستان کی طرف سے

باسٹھ ہزار چھ صد پانچ سو پونڈ کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ جو دنیا کی سب جماعتوں سے زیادہ ہے۔

اس کے بعد برطانیہ کی طرف سے ۲۵,۲۹۷ پونڈ اور جرمنی کی طرف سے ۴۴,۷۵۸ پونڈ کی

ادائیگی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کینیڈا، امریکہ، سوئزرلینڈ وغیرہ ممالک میں حضور انور نے

بنگلہ دیش کا خصوصیت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تحریک میں ان کی طرف سے باوجود

نامساعد حالات کے چھ ہزار پونڈ سے زائد کی وصولی کی اطلاع ملی ہے۔

حضور انور نے رمضان کی فضیلت کے متعلق حدیث نبوی ”اذا جاء رمضان فتحت

ابواب الجنۃ.... الخ“ کو جب رمضان آجائے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور

دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ کی تشریح کرتے

ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہے اللہ تعالیٰ

اس کی غیر معمولی مدد کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عام حالات میں بدی سے بچنے کی اتنی توفیق نہیں

مل سکتی جتنی کہ رمضان کے مہینہ میں مل سکتی ہے۔ (باقی دیکھئے ص ۲۳ پر)

پس ثابت ہوا کہ سچا ملہم انجام کے لحاظ سے ہمیشہ کامیاب و بامراد ہوتا ہے۔ اور اس کو جھٹلانے والے

ہلاکت و پستی کا منہ دیکھتے ہیں۔ پس اس معاملہ میں بھی خوب غور سے دیکھ لیں کہ آپ لوگوں نے

قادیان سے نکلنے والی اس الہی آواز کو دبانے کی کتنی کوشش کی۔ اس الہی نور کو اپنے مونہوں سے

جھانے کی کیسی کیسی احمقانہ کوششیں کیں۔ لیکن یہ آواز جو اپنے اندر آسمانی بجلی کی چمک اور

کرک ہر دو پہلو رکھتی ہے قادیان سے نکلتی ہوئی آج پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ اور آپ

لوگ اپنی ناکامی کو اس رنگ میں سلیم کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ ہم نے جن کے مذہبی پرچار

پر پابندی لگائی تھی آج وہ بلا روک ٹوک ہمارے گھروں اور کمروں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور اب

جبکہ اس آواز کو آپ روک نہیں سکتے تو چار و ناچار یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ احمدیوں کی آواز

کو نہ روکا جائے۔ بلکہ دلائل سے جواب دیا جائے۔ پس غور کرنے اور سمجھنے والوں کے لئے یہ

صداقت مسیح موعود کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ وہ نشان جس کا اقرار آج خود آپ لوگ بھی کر رہے

ہیں۔ !!

اس تمام بدقسمتی کا شکار آپ لوگ صرف اس لئے ہیں کہ دل سے جس امام مہدی

کے نہ صرف منتظر بلکہ اس زمانہ میں اس کی شدید خواہش رکھتے ہیں اس صادق امام کو آپ جھٹلا

چکے ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت ہفت روزہ ”دنیا“ دہلی ۲۹ تا ۴ فروری کا شمار ہے

اس کے صفحہ ۱۶ پر شمس آباد سے سید مقبول حسین صاحب مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے

ہیں کہ بابر مسجد کا جو سانحہ گزرا ہے وہ ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ اب صرف

اور صرف یہی حل ہے کہ ایک امام کا انتخاب کرنا ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں :-

”آزادی وطن کے بعد یکے بعد دیگرے کئی سانحوں سے مسلمانوں کو اب تو سبق سیکھنا

چاہیے۔ اپنے ملی مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے ایک امام کا انتخاب کرنا ہوگا۔ یہی وقت

کا تقاضا ہے اور ضرورت بھی۔ جب ہی ہمارا کچھ مقام ہوگا اور وزن بھی۔“

بھائی مقبول حسین صاحب نے بات بہت پتے کی کی ہے۔ لیکن کیا ایسا امام مسلمانوں کے انتخاب

سے آئے گا یا اللہ تعالیٰ خود اسے اپنی تائید و نصرت کے زبردست ہاتھوں سے مبعوث فرمائے

گا۔ اس بارے میں انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں کسی قدر روشنی ڈالی جائے گی :-

(منیر احمد خادم)



کلام الامام امام السلام

# سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیمتی اور ایمان افروز تحریرات

## مَنْظُومٌ وَهَنْتُورٌ كَلَامٌ

دعویٰ مسیحیت پر حلقہ بیان :

کوئی دین دین محمدؐ سانسہ پایا ہم نے :

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے  
کوئی دین دین محمدؐ سانسہ پایا ہم نے  
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے  
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے  
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا  
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے  
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا  
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے  
اُو لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے  
و تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے  
مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت  
اُس سے یہ نور لیا بار خدا یا ہم نے

فضائل قرآن مجید :

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے  
قمر ہے چاند اور دل کا ہمارا چاند قرآن ہے  
نظیر اُس کی نہیں جتنی نظر میں فکر کر دیکھا  
بھلا کیونکر نہ ہو بکت کلام پاک رحماں ہے  
بہارِ جہاد وال پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں  
نہ وہ خوبی چین میں ہے نہ اُس سا کوئی بستان ہے  
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز  
اگر لوگوئے عمال ہے۔ دگر لعل بہشتال ہے  
خدا کے قول سے قول بستر کیونکر برابر ہو  
وہاں شد رشت یہاں در ماندگی افرق نمایاں ہے  
ملا ناک جس کی حضرت میں کریں اسرارِ لاعلمی  
سُخن ہیں اُس کے ہمنائی کہاں مقدورِ انساں ہے

”مجھے اس حد کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعودؑ بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا“

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸۷ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

بریلی کے ایک شخص نے حضرت بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کا جواب لکھیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اُسے حلقاً تحریر فرمایا کہ :-

”میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتب میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَكُنِّي بِاللّٰهِ شَهِيدًا“

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وآیدہ ۱۴ اگست ۱۸۹۹ء

(روحانی خزائن ملفوظات جلد اول ص ۳۲۶-۳۲۷)

زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم :

”پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اُس کی تاثیر فنی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناسانہ خست کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۱۱)

انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے راجحہ نمونہ دکھانے والا حضرت مسیح موعودؑ

”مجھے بتایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کال درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر ہمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے درجہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت مسیح موعودؑ ہی ہیں“

(ارجسین ص ۳)



## دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعیف دین مصطفیٰ

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار  
اے میرے پیارے مرے مرے پروردگار  
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمن شکر و سپاس  
وہ زبان لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار  
یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند  
در نہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار  
آسمان میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ  
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار  
جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو  
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار  
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعیف دین مصطفیٰ  
مجھ کو کہ اے میرے سلطان کامیاب و کامگار  
ہو خدا کا ہے اُسے لکارنا اچھا نہیں!  
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبرو زار و زار  
کیوں عجب کرتے ہو گریں اگیا ہو کر مسیح  
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار



## شہر الطہ بعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اول: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت  
تک کہ تہذیب داخل ہو جائے شہرک سے مجتنب رہے گا۔  
دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت  
اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے  
وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔  
سوم: یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور  
حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے  
اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت  
اعتبار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی  
حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔  
چہارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں  
سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ کسی اور  
طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور عسر اور نعمت اور سلام میں خدا تعالیٰ  
کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک  
ذلت اور دکھ کے مقبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور  
کسی مصیبت وارد ہونے پر منہ نہیں پھیرے گا بلکہ اُس کے قدم بڑھائے گا۔  
ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہندو اہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف  
کی حکومت کو بکلی اپنے سر تسلیم کر لے گا اور قال اللہ اور قال الرسول  
کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔  
ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی  
اور حلیمی اور سکینی سے زندگی بسر کرے گا۔  
ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال  
اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھے گا۔  
نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل  
سکتا ہے اپنی خدا واد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔  
دہم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض اللہ باقرار طاعت و معرفت باندھ کر اُس  
پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا  
کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ  
جاتی ہو۔ (اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

## اے وہ لوگو جو میری جماعت میں ہو!

”سو اے وہ تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم  
اسی وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی  
پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور قلب سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے  
روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ  
زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ عیسیٰ کو سنوار  
کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ  
سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک سبکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں  
ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان  
بھی ہو جس کا پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔  
زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے بختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان  
کو دیکھو تو اپنے ہاتھوں سے نہ کہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی  
رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اُس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور  
ہے کہ تم دکھ دینے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں  
سے تم دیگر مدت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا  
نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریا کھاؤ اور  
خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پوچھو کہ تم خدا  
کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک  
جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے  
گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو مگر بہت خوشی سے خبر دیتا  
ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب ایسی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو  
چن لیتا ہے جو اُس کو چننا ہے۔ وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے۔ جو  
اُس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اُس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے  
اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں  
مقبول کرے گا۔“ (کشتی نوح)



# خیانت کے دن ہر دین ان کے پیچھے پڑ جائے گا اور نہایا جائیگا کہ اس نے امانت خیانت کی تھی

جب تک آپ نہیں اپنی نہیں ہیں گے اللہ کی امانت کو اٹھانے کی امانت آپ میں پیدا نہیں ہو سکتی

سیکرٹریان اشاعت کا فرض ہے کہ اشاعت کے ہر موقع پر نظر رکھیں۔ تصنیف کا کام ہے کہ سلسلے کی لڑچکی کی ضرورت نظر رکھے

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین جلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ رجب ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۹۲ء بمقام مجلس فضل و مدین

اور اُسے قرآن کریم نے بھی خدا تعالیٰ کی امانت ہی قرار دیا ہے جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ میں آیت کی تلاوت کی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ آپس میں جب خیانتیں کرتے ہو تو پھر تم خدا کی خیانت بھی کرنے لگتے ہو اور رسول کی خیانت بھی کرنے لگتے ہو یعنی وہ خیانت جو سب سے ذیل اور سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ وہ اللہ اور رسول کی خیانت ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ اول درجہ پر امانت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول اور اس کے غلاموں پر عائد فرمائی گئی ہے یا ان کے سپرد فرمائی گئی ہے۔ اور اس کی ادائیگی میں ہمیں حد سے زیادہ محنت کے ساتھ باریک نظر کے ساتھ توجہ دینا ہوگی اور مستقلاً اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔

بات یہ ہے کہ جماعت کے عہدیداروں سے متعلق تو میں گذشتہ ایک سلسلہ میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ ان تمام باتوں کو دہرانا مقصود نہیں ہے۔ مگر مثالیں دینا ہوں کہ کس طرح انسان اپنی امانت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور کتنی جذبی امانت کو بھولنے کا عادی ہے۔ جو باتیں تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں ان کو بھی بار بار دہرانا پڑتا ہے اور یہ کوئی آج کی بات نہیں۔ ہمیشہ سے یہ سلسلہ ایسا ہی پینا آ رہا ہے۔ چند دن ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت پڑھی اس میں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے جو بار بار ایک بات کو دہرانا پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک ہی بات کی تکرار ہے۔ فرماتے ہیں میں مجبور ہوں۔ کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ بات سنتی ہے اور بھول جاتی ہے سنتی ہے اور بھول جاتی ہے۔ اور جب تک بار بار تکرار کے ساتھ ایک چیز کو سمجھایا نا جائے پوری طرح اس کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ قائم نہیں ہوتی۔ پس ضمناً ان باتوں کو بھی دہرانا ہوں جو پہلے کہہ چکا ہوں۔ لیکن بطور مثال کے اور بطور یاد دہانی کے۔

اس سلسلہ میں میں شعبہ اشاعت کی مثال پیش کر رہا تھا

تو تبہ اشاعت سے متعلق ایک دو اور باتیں

کہہ کر پھر بعض دوسرے شعبوں کا بھی محض مثال کے طور پر ذکر کروں گا۔ دینا پھر میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے نمائشوں میں حصہ لے رہی ہے یعنی ایسی نمائشیں جو کتب کی نمائشیں ہیں اور الا ماشاء اللہ بعض دفعہ تو دوسری چیزیں بھی ساتھ ہو جاتی ہیں۔ لیکن آج کل دنیا میں یہ رواج زیادہ تر پکڑ رہا ہے کہ مختلف مالک میں کتب کی نمائش لگائی جاتی ہے اور اس میں جماعت احمدیہ خصوصیت کے ساتھ حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح بڑی نمائشوں میں بھی بعض حصے کتب کی نمائشوں کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں میرا گذشتہ کئی سال کا تجربہ یہ ہے کہ دور دور سے مالک نمائش کے قریب آنے پر یہ اطلاع پہنچتی ہیں کہ اب نمائشیں لگائی

تَشْتَرُونَ تَعُوذَ وَ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ کے بعد حضور النور نے سورۃ المؤمنون کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يَخِطُّونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ أَلْوَارِثُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ أَلْوَارِثُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ أَلْوَارِثُونَ

(سورۃ المؤمنون: آیات ۱۰-۱۲)

بعد حضور النور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

گذشتہ کچھ عرصہ سے خیانت کا مضمون چل رہا ہے اور گذشتہ جمعہ میں میں نے توجہ دلائی تھی کہ

امانتوں کا حق ادا کرنا بہت ضروری ہے

کسی امانت کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو تو خیانت کہلاتی ہے مگر تمام خیانتوں سے بڑھ کر خیانت اس حق کی خیانت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور امانت انسان کے سپرد کیا جاتا ہے پس عہدیداروں کی مثالیں دیکر عہدوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف جو توجہ دلائی گئی تھی۔ یہ امانت کے معنی کو پہنچ کر لیا نہیں کیا گیا۔ بلکہ درحقیقت امانت کا بنیادی معنی ہی یہ ہے کہ اللہ کا حق جو بندوں پر ہو اس میں خیانت نہ کی جائے اس کو تمام تر توجہ سے تمام باریکیوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوا تو نزول قرآن کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کا نگران مقرر کرنے کو خدا تعالیٰ نے امانت فرمایا ہے اور ایسی امانت فرمایا ہے جس کے متعلق فرمایا۔

اِنَّا خَرَجْنَا اِلَيْكَ مَآثِرُ النَّبِيِّ وَالْاَزْوَاجِ

وَالْاَزْوَاجِ نَابِئِينَ اَنْ يَخْلُصُوْا (سورۃ الاحزاب: آیت ۵۳)

کہ دیکھو! ایک ایسی امانت تھی جس کو زمین اور آسمان اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اتنی بڑی ذمہ داری اس کے ساتھ وابستہ

تھی لیکن اس بندے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسان کامل ہے اسے آگے بڑھ کر اس امانت کا بوجھ اٹھا کر اللہ کے فضل سے اس کی نمائشوں کی ادائیگی امانت محمد پر فرض ہے اور اس امانت کو اٹھانے والی امانت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مددگار اور معاون ہے اور جس حصے پر جتنی امانت ڈالی جائے یا امانت کا بوجھ ڈالا جائے اس حصے پر یہ امانت گویا خدا تعالیٰ نے ڈالی ہے۔ کیوں کہ امانت کا نزول اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہوا ہے۔ اور اس پہلو سے جب ہم احادیث نبویہ پر غور کرتے ہیں تو سمجھ آ جاتی ہے کہ کیوں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کے حق کی ادائیگی پر اتنا زور دیا



دارہ گئے ہیں۔ ہمیں فلاں فلاں کتب کی ضرورت ہے۔ فلاں لٹریچر کی ضرورت ہے۔ فلاں سوڈینیئر کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کے وقار کی خاطر ہمیں ہوائی جہاز پر زیادہ خرچ کر کے بھی کتب بھجوائی جائیں تو یہ مناسب ہوگا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جماعت کے وقار کا ان کو ناکش کے قریب آنے کے وقت کیوں خیال آیا اور پھر سوال یہ ہے کہ اس ملک کا نظام کیا کرنا رہا ہے۔ وہ ملک بہر حال کسی امیر کے سپرد ہے اس امیر کے تابع مختلف شعبوں کے سیکرٹری موجود ہیں ان میں اشاعت کا بھی ایک سیکرٹری موجود ہے۔ کیوں اسے پہلے خیال نہیں آیا کہ ہمارے ملک میں کب اور کس نوعیت کی ناکش کہاں کہاں لگے گی۔ ایک ملک جتنا وسیع ہو وہاں اتنی ہی زیادہ سٹائلڈ ناکشیں لگنے کے امکانات ہوتے ہیں۔ اب مثلاً ہندوستان ہے وہاں مختلف صوبوں میں مختلف وقتوں میں ایسی ناکشیں لگتی ہیں اور جہاں جہاں بھی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ناکشوں میں حصہ لینے کی توفیق ملی ہے وہاں اُنے والوں پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ بعض مخالف علماء بھی ایسے تھے جو ناکش پر آئے اور سلسلہ کی خدمت کے کام دیکھ کر ان کی کایا پلٹ گئی۔ بعض متعصب ہندو لیڈر تھے جو اسلام کا نام ہر داشت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن وسیع ناکش بتی اس میں کسی اور دلچسپی کی خاطر آئے لہذا جماعت احمدیہ کے سٹال پر بھی نظر پڑی اور جب انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر سرسری نظر سے جماعت کے فریڈ پر کا مطالعہ کیا تو نہ صرف یہ ان رہ گئے بلکہ ایک متعصب لیڈر نے یہاں تک لکھا کہ میں تو اسلام کو کچھ اور سمجھا کرتا تھا اگر یہ اسلام ہے تو محبت کے لائق ہے چنانچہ یہ ناکش بہت اہمیت رکھتی ہیں لیکن یہ جو روزہ کارواج بن گیا ہے۔ کہ چند دن پہلے کبھی ہندوستان کے کسی علاقے سے چھوٹی آجائے کبھی کینیڈا یا امریکہ کے کسی علاقے سے چھوٹی آجائے۔ کبھی برقی سے کبھی فالس سے کہ اتنی دیر رہ گئی ہے اور ابھی تک ناکش کے لئے ہمارے پاس پورا مواد اکٹھا نہیں ہوا۔ یہ بہت ہی ناخواب بات ہے یہ بات جماعت کے وقار کے خلاف ہے جو امانتیں جن کے سپرد کی جاتی ہیں ان کا فرض ہے کہ ان امانتوں کا حق ادا کریں پہلے اس سے میں شعبہ اشاعت کو ہدایت کیا کرتا تھا کہ جو بھی خرچ ہو مجبوراً جاری کتابیں بھجواؤ اب میں نے فیصلہ کیا ہے اور یہی جواب لکھوانے شروع کئے ہیں کہ کافی لمبا عرصہ آپ کو ڈھیل دی جا چکی ہے اب اگر کوئی محرومی ہوگی تو اس کا گناہ آپ کے سر ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ دنیا کی ہر جماعت کی ساری ضرورتیں توفیقاً یہاں سے براہ راست پوری کی جائیں۔ ہر ملک کی مرکزی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں اور کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ کہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور کہاں سوئے ہوئے ہیں جن کے سپرد شعبہ اشاعت ہے۔ انہوں نے کیوں اپنے ملک کا جائزہ نہیں لیا۔ کیوں ہمیں دیکھا کہ کب کون سی جگہ سلسلے کی کتب کے تعارف کا اچھا موقع ہے صرف ملک کی وسیع پیمانے کی ناکش کا سوال نہیں ہے بعض لائبریریاں بھی ناکشیں کرتی ہیں۔ بہت سی ایسی تقریبات ہوتی ہیں جن میں حصہ لینے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلے کے لٹریچر کا بہت اچھا تعارف ہو سکتا ہے۔ تو یہ بھی ایک مثال ہے۔ تمام

### سیکرٹریان اشاعت کا فرض ہے

کہ اشاعت کے ہر موقع پر نظر رکھیں اور دور کی نظر بھی رکھیں کہ فلاں سن میں فلاں بات ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے پہلے سے تیاری کریں جو بھی ضرورت ہوگی وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری کی جائے گی۔ یہاں لٹریچر اسی لئے شائع ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں تقسیم ہو کوئی حد و قوت میں بند کرنے کے لئے تو نہیں شائع ہوتا۔ لیکن اب الزامی طور پر الگ الگ بھجوانے کا سلسلہ بند ہوگا۔ کیونکہ یہاں بھی اللہ کے فضل سے جو کام ہو رہے ہیں اگر رضا کارانہ ہیں۔ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو سلسلہ کے باقاعدہ خدمت گزار ہیں یعنی واقفین زندگی کے طور پر کام

کر رہے ہیں۔ ایسے جو ہیں ان کے ساتھ بھی مددگار مستقل نہیں ہیں۔ اب شعبہ اشاعت مثلاً مولوی منیر الدین صاحب شمس کے سپرد ہے سالہا سال تک بغیر کسی کمزوری بغیر کسی معاون کے وہ سارا کام خود کرتے ہیں شروع میں مجھ سے شکایت کرتے رہے تو ان کو میں نے سمجھایا کہ اللہ کے فضل سے یہاں کی جماعت بہت اچھا مادہ رکھتی ہے اس میں صلاحیت موجود ہے۔ اپنی ٹیم خود بنائیں چنانچہ میں نے نیا ہی شروع کیا اور خدا کے فضل سے اتنی اچھی ٹیم بنی سرگرم ہو گئیں کہ بڑے بڑے کام ملتے ہوئے اور یہی حال باقی دوسری چیزوں میں بھی ہے لیکن ان رضا کارانہ کام کرنے والوں پر ایک حد تک بوجھ ڈالا جاسکتا ہے اور دوسرے ملکوں میں بھی اگر یہی طرح کام کریں تو خدا کے فضل سے بہت جلدی ترقی میں جماعت کے اچھے رضا کار تربیت پا سکتے ہیں۔ اور آئندہ کی ضروریات سمجھانے کی اہلیت رکھ سکتے ہیں۔

اس ضمن میں میں تصنیف کا بھی ذکر کرتا ہوں شعبہ اشاعت اور شعبہ تصنیف کا گہرا رابطہ ہے اشاعت کا تو مطلب ہے کہ جو بھی لٹریچر تیار ہو اس کی مناسب تقسیم اس پر نظر رکھا کہ کون سی چیز کی کہاں کہاں ضرورت ہے اور وہ ضرورت ہر وقت پوری کرتے رہنا اپنا سنا کہ ختم ہونے سے پہلے متعلقہ شعبوں سے رابطہ پیدا کرنا اور ان سے رابطہ کرنا فضائل و فضائل کے اندر اندر ہمارا سنا کہ ختم ہونے والا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ کافی دیر پہلے اندازہ لگا کر یہ رابطہ پیدا کرنا چاہئے۔ بعض ملکوں کی طرف سے ایسی گزارش ملتی ہے کہ قرآن کریم مثلاً فرانسیسی سٹاک میں باکسل نہیں رہا اور مطالبہ ہے سوال ہے کہ ایک دن میں تو جاکنگ غائب نہیں ہوا تھا۔ ختم ہوتے ہوئے وقت لگتا ہے۔ رضایہ کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس رضایہ سے نکل رہا ہے تو تین چار سالانہ باقی ہے چند مہینے پہلے لکھا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے یہاں بھی تقسیم کے قریب ہو اور اتنے زیادہ مطالبے آگئے آجائیں کہ پھر نیا چھپوانے کی ضرورت پیش آجائے یہاں بھی میں نے متعلقہ اداروں کو ہدایت کی ہے کہ اپنی ضرورت کا اندازہ چند مہینے پہلے کر کے ہر وقت مطلع کیا کریں تاکہ کبھی بھی ایسا نہ ہو کہ اچانک مطالبہ آئے اور ہم اُسے پورا نہ کر سکیں مگر یہ ایسا کام ہے کہ ساری دنیا کے وسیع رابطے اور سلسلے رابطے رہنے ضروری ہیں اور دوسرے

### شعبہ تصنیف کا کام

یہ ہے کہ سلسلے کی لٹریچر کی ضرورتوں پر نظر رکھے۔ مرکزی نظر تو ساری عالمی ضروریات پر رہتی ہی ہے لیکن مختلف نوعیت کی بعض خوری مقامی سطح کی ضرورتیں ہوا کرتی ہیں اور ان پر نظر رکھنا اس ملک کے سیکرٹری تصنیف کا کام ہے۔ مثلاً ایک ملک میں کسی خاص قسم کا فتنہ جماعت کے خلاف پھیلایا جا رہا ہے۔ خاص قسم کا ایک مضبوط بنایا جاتا ہے جس کا بعض ملکوں سے تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً انگلستان میں ایک دفعہ یہ منصوبہ بنایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کا الزام رکھا کر غلط تعلیمی اداروں میں تعلیم چل کرنے والے خواہ بچے ہوں یا بڑے ہوں ان کو جماعت سے بدظن کیا جائے اور مسلمان مخالفوں نے وہ لٹریچر تیار کیا اور انگریزی میں ترجمے کر کے عیسائیوں میں تقسیم ہوا۔ اس قسم کے حربے مختلف ملک میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرا جوانی کا ردائی ہوئی اور دیکھتے دیکھتے مخالفانہ لٹریچر نظر سے غائب ہو گیا کیونکہ جو جواب سلسلے نے شائع کیا ہے اس کے بعد اعتراض کرنے والے کو کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ملتی اسے خود سجاگنا پڑتا ہے اور ہر شعبہ میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو رعب عطا فرمایا ہے نصرت بالترعب کا یہی مطلب ہے کہ ایسے دلائل عطا فرمائے ہیں ایسی ترجیحی سلطان یعنی غالب آئے والی دلیل عطا کی ہے کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ساتھ دشمن کے پاؤں اکٹھے جلتے ہیں اور یہ چونکہ ہمیشہ ہوتا چلا جا رہا ہے اس لئے رعب بننا چاہئے رعب



کی ایک تاریخ ہو اگر فی حدیث۔ رعب فرضی طور پر آنا فانا نہیں بن جاتا جو رعب دار لوگ ہیں مثلاً گھروں میں بھی ایسے والدین ہوتے ہیں جو رعب دار ہوتے ہیں۔ گھروں میں بھی ایسے والدین ہوتے ہیں جو بالکل بے رعب اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ یہ باتیں اچانک ایک دودن میں نہیں ہو کر تین۔ رعب دار والدین کا ایک کردار ہے۔ جسے عرصہ تک بچوں نے ایسی بعض حالتوں میں بعض رعب داروں سے دیکھا ہے۔ اس کے بعد رعب قائم ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ اس رعب کی مخالفت میں کوئی کام کرے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہام ہوا کہ فحشوت بالو رعب اس کے پیچھے ایک لبا کردار ہے اور اس کردار کی ہمیں مخالفت کرنی ہوگی ورنہ رعب جاتا رہے گا قرآن کریم نے بھی مسلمانوں کو بالعموم اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دیکھو یہ بات نہ کرنا ورنہ تمہاری ہوا نکل جائے گی۔ وہ ہوا جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کسی کرم رعب کہتے ہیں تو اپنے رعب کی مخالفت کریں جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور وہ حفاظت کی ہی طرح ہوگی کہ جب دشمن حملہ کرنا ہے اور جہاں کرنا ہے تو ایسی شدید جوابی کارروائی ہو کہ لازماً دشمن کے پاؤں اکھڑ جائیں یہاں تک کہ وہ رعب قائم ہو اور بڑھتا رہے جس کے بعد کسی شریک جو جرات نہ ہو کہ آتے جاتے خواہ مخواہ چھپر خانی شروع کرے اور خواہ مخواہ جماعت کی عزت پر ہاتھ توڑنے کی کوشش کرے۔

سیکڑیاں اشاعت کی بات ہو رہی ہے تو اس ضمن میں

### ہم کو بھی غلطی ہے

کو بھی جو اس وقت بدلتی ہو رہی ہے بات سن رہے ہیں ان کو ایک نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔ جماعت کے خلاف آج کل جو کاروائیاں ہو رہی ہیں ان کا تلبہ باب یہ ہے کہ ہر جگہ سے جماعت کے پاؤں اکھڑنے کی خاطر مسعودی عرب کے پیچھے سے پاکستان کے ملائے اور بعض دوسرے کارندے مل کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ مختلف ممالک میں عام مسلمانوں کو یہ تاثر دیں کہ آپ میں اور ان میں بڑا فرق ہے۔ ہم جو ان سے غیر معمولی سلوک کر رہے ہیں اس کی وجوہات ہیں۔ آپ کے عقیدے خواہ اختلاف بھی رکھتے ہوں پھر بھی ہم سب سے ملے جلتے ہیں۔ ہم بالعموم مشترک قدریں رکھتے ہیں لیکن ان کا مزاج الگ۔ ان کے خیالات اور عقائد الگ اور اتنا فرق ہے کہ ہم مل کر سمو کر اکٹھے بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ اور یہ فرق خود انہوں نے اپنے اندر قائم کیے ہیں۔ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں کرتے۔ فلاں بات نہیں کرتے۔ ظفر اللہ خاں نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ وغیرہ وغیرہ اور بار بار یہ تاثر زیادہ ترویج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سارا موصوہ جماعت احمدیہ کا ہے۔ یہ خود الگ ہو بیٹھی ہے۔ اپنے عقائد مختلف بنا بیٹھی۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس کی جوابی کارروائی اس رنگ میں تو ہوتی ہے کہ ان کے ہر اعتراض کا موثر جواب دیا جاتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کہاں جھوٹ بول رہے ہیں۔ جو سچی بات ہے اس کی توجیہ کیا ہے۔ کیوں ہم ایسا کرتے ہیں۔ اس کا شرعی جواب کیا ہے۔ وغیرہ۔ لیکن اب وقت ہے کہ جوابی حملہ کیا جائے ورنہ سنجیدہ جوابی کارروائی کا عوام الناس پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ اول تو ان تک یہ کتابیں پہنچتی نہیں۔ پہنچیں بھی تو ان میں اتنا شعور ہی نہیں ہوتا کہ اعتراض اور اس کے جواب کا صحیح موازنہ کر سکیں۔ اس لئے پوری مشکی پیش آتی ہے اور پھر بول نکالتا ہے کہ باقی سب مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ہیں صرف جو محل نظر ہیں۔ ہمارے اسلام پر تو شک ہی کوئی نہیں۔ یہی کیا ضرورت پڑھا ہے کہ ان کا جواب پڑھیں اور یہ فیصلے کریں کہ واقعتاً کچھ الزام ہیں یا جمعوں کے الزام ہیں۔ ساری امت نے مل کر ان کو نیکان باہر مارا ہے۔

ہم بھی سمجھ لیتے ہیں کہ چلو باہر کے ہیں تو باہر کے ہی رہیں۔ جو شرفاء ہیں ان پر بھی یہ اثر ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے اور اس نظر سے گہرا مطالعہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے جتنے دوسرے بڑے بڑے فرقے ہیں اگر اسی طرح یہ ان کے خلاف غیر مسلم قرار دینے جاسنے کے مطالبے کیے جائیں تو ان کے خلاف مطالبات بہت زیادہ وزن رکھیں گے اور بہت زیادہ قوی دلائل یہ بتانے کے موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو امت سے کوٹا ہے۔ امت سے الگ ہوئے۔ ان کے عقائد دوسرے مسلمانوں کے مقابل پر اس قدر خطرناک بن گئے کہ وہ اکٹھے رہ ہی نہیں سکتے۔ مگر اللہ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ یہ مکروہ کرتے ہیں اس حد تک مگر کی اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ نے مگر اور خدعہ و تیرہ کے سلسلے میں پہل کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ جہاں جہاں قرآن کریم میں ہدایت ہے وہاں ابتداء دشمن کی طرف دکھائی گئی اور جوابی کارروائی اللہ کی طرف تو بعض ایسی باتیں ہیں جہاں ابتداء نہیں کرنی چاہیے۔ خواہ مخواہ امت کے مزاج کو منتشر کیوں کیا جائے۔ خواہ مخواہ ایسی باتوں کو کیوں اچھالا جائے جن کے نتیجہ میں بعض لوگ بعض دوسروں سے بدظن ہوں لیکن جب کوئی آپ کے خلاف ایسا کرے تو سنیہ اللہ یہ ہے کہ جوابی کارروائی ضروری ہے اور اسی حد تک کیا جائے جس حد تک یہ کرتے ہیں۔ اعتداء کی اجازت نہیں تو علماء کو چاہیے کہ اب یہ کتابیں لکھیں کہ کیوں ہر یلویوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ کیوں وہابیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔ کیوں فلاں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے اور کیوں فلاں کو اور کیوں اسکا عیادیوں کو اور کیوں دوسرے شیعہ اور کسی فرقوں کو باری باری اسلام سے نکال کر باہر مارا جائے۔ اس پہنچ پر الگ الگ مطالبے کی کتابیں بنی چاہئیں۔ جماعت و مطالبہ نہیں کرے گی۔ جماعت بتائے گی کہ اس طرح مطالبے ہوتے ہیں۔ جماعت امت مسلمہ کو سمجھائے گی کہ جس طریق پر تم نے ہمارے خلاف مطالبے کیے اور ان کو اپنے دھنوں میں جگہ دی اب ایسی طریق پر دوسرے مطالبے بھی دیکھو۔ اب ہماری باری ہے کہ ہم نہیں بنائیں کہ ہم سے کیا ہو تا رہا ہے۔ جب ہم سے ہوتا تھا تو تمہارے کان پر جون بھی نہیں رہتی۔ اگر ریٹکی تو فنا کی جوں ریٹکی ہے۔ ہم عناد کی خاطر نہیں مگر تمہیں سمجھانے کی خاطر کہ یہ چوٹ جب تم پر پڑے گی اور تمہارے دلوں کو مجروح کرے گی تو اس وقت تم کیا سوچو گے اور تم کیسے اپنے دفاع کی کوشش کرے گے۔

اس سلسلہ میں بہت محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرے فرقوں کے مسلمان علماء نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ کوئی دیکھ کر ہندی مذہب سے کہ کوئی بریلوی مذہب سے کہ کوئی فلاں مذہب سے کہ کوئی فلاں مذہب سے کہ اور جتنا آپ تاریخ کے ورقوں کو کھوڑ کر نہ لکھیں گے اتنا ہی بہت زبردست لڑ پھر اس معاملہ میں تیار آپ کو ملے گا۔ ایک زمانہ تھا جب ہندوستان میں دیابیوں کو دنیا کی بدترین مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ ایسی نفرت تھی کہ ایک دفعہ ایک گناہ میں جو مسلمانوں کی اکثریت کا گناہ تھا، ایک مسکھ کا دوکان بہت چل پڑی اور جو دوسرے مسلمان دوکاندار تھے ان کی کوئی پیچیدگی نہیں جاتی تھی۔ انہوں نے بہت کہا کہ دیکھو جی! یہ سکھ ہیں اور ہم مسلمان ہیں اور تم ہمیں چھوڑ کر سکھوں سے سودا لیتے ہو۔ وہ صاف سحرے لوگ تھے۔ دیا تھو اور سحرے۔ اچھا سودا لیتے تھے اس لئے لوگ ان سے ملنے لگے۔ آخر ایک آدمی کو ترکیدت ہو گئی۔ اس نے کہا کہ تم یہ پروپیگنڈا کرو کہ یہ سکھ دیابی ہو گئے ہیں آپ یہ لوگ سودا لینا چھوڑ دیں گے چنانچہ جب یہ اعلان ہوا کہ سکھ دیابی ہو گئے ہیں تو سارے گناہوں پر باہر نکلا۔



کا ایک مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ جب شر کی طرف بلا تے ہیں تو اس وقت لوگ ان کی آواز پر لبیک کہتے ہیں یعنی شر کرنے کی طاقت ہے۔ نیکی کی طاقت نہیں ہے جب نیکی کی طرف بلا تے ہیں تو سارے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں۔ کوئی آواز ان کی نیکی کی دعوت پر لبیک نہیں کہتی۔ میں نے پہلے بھی بارہا توجہ دلائی ہے کہ پاکستان کو تو چھوڑیے۔ پاکستان کے صرف ایک چھوٹے سے قصبے کے علماء مل کر اور

باقی علماء کا مدد لیکر وہاں سے گزری، فساد، فتنہ، بددیانتی، رشوت چوری، ڈاکہ، ظلم و ستم، جھوٹ ان کے قلع قمع کے لئے جہاد شروع کر کے دکھائیں۔ مجال یہ جو کوئی ان کی بات مان جائے لیکن کسی دوسرے کے اور یہ ظلم کی تعلیم دے کر دیکھ لیں، اس کا مال لوٹنے کی تعلیم دے کر دیکھ لیں۔ اس کا گھر جلاسنے کی تعلیم دے کر دیکھ لیں۔ کس طرح جمع اکٹھا ہو جاتا ہے۔ کس طرح لوگ آگے بڑھ کر اس عظیم قربانی میں حصہ لینے کے لئے پیش پیش آتے ہیں۔ یہ مطلب ہے

ثُمَّ مَنْ تَحْتَ اَدِيمِ السَّمَاءِ

آسمان کے نیچے اگر جانوروں کو بھی دیکھا جائے تو واقعی کوئی جانور شر کی اتنی صلاحیت نہیں رکھتا اور پھر جانور کے ساتھ اگر شر و البستہ ہو تو خیر بھی وابستہ ہے مگر اس زمانے کے ملاں کا کیا دردناک حال ہے۔

### کیسا عجیب نقشہ

جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے چودہ سو برس پہلے کھینچ کر رکھ دیا کہ

ثُمَّ مَنْ تَحْتَ اَدِيمِ السَّمَاءِ

میں ان کو کوئی انسان بھی قرار نہیں دیتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آسمان کے پردے کے نیچے وہ شر ترین مخلوق ہیں یعنی ان میں شر کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ نیکی پیدا کرنے کی کوئی صلاحیت موجود نہیں۔ پس یہ ایک صلاحیت عام ہے۔ تمام دنیا کے علماء اس میں مخاطب ہیں۔ بعض ملکوں کے زیادہ شریعہ ہیں۔ بعضوں کے کم ہیں۔ بعض ملکوں میں شریف علماء کی نسبت بہت زیادہ ہے لیکن اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جہاں بھی یہ اطلاق پائی ہے آسمان کے جس حصے کے نیچے ایسے بدترین لوگ ہیں ان کی تعریف ہے کہ ان کی شر کی آواز پر تو لبیک کہا جائے گا لیکن ان کی خیر کی آواز میں کوئی طاقت نہیں ہوگی۔ پس پاکستان اور بنگلہ دیش کے جو علماء ہمارے سامنے آئے ہو کر آچکے ہیں ان سے ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اثر سے نکلنا ہے تو نکل کے دکھائیں۔ دنیا پر ثابت کریں کہ نیکیوں کی تعلیم پر بھی لوگ لبیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن آپ کی کوئی پیشکش نہیں جائے گی۔ آپ عالم اسلام سے کوئی ایک بدی بھی دور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ آپ کو اسپرنا سور نہیں فرمایا گیا اور کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے اس پیش گوئی کو چھٹلانے کی آپ کو

استطاعت نہیں ملے گی۔ شر آپ سے وابستہ ہے اور شر ہی کرتے چلے جائیں گے اور اسی حالت میں آپ نے جانی دینی ہیں۔ پھر آپ کو سمجھو آئے گی کہ امانت کیا ہوتی ہے۔ پھر امانت کے نام پر آپ کو بلایا جائے گا اور اس وقت آپ کی پیٹھوں کے پیچھے جھنڈے لگیں گے جو خائفوں کے جھنڈے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے جو خائفوں کے جھنڈے ہیں ان کی طرف سے دکھا ئے گئے کہ ہر بدترین خائف کے پیچھے ایک جھنڈا لگے گا اور بتایا جائے گا کہ اس نے کسی کسی امانت میں خیانت کی تھی۔ عبادت کا ہوں کی حرمت کو قائم کرنا، ان کا احترام کرنا تو اسلام کی امتیازی شان تھی۔ آنحضرت علیہ السلام نے ان کو تو قرآن کریم میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس جگہ تو نماز نہ پڑھو۔ تیری شان کے لائق نہیں۔ حدیثوں میں بعد کی جو کاروائی درج ہے اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ کاروائی واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے اشارے پر ہوئی ہے۔ آج جبکہ ان ملاؤں کے نزدیک وحی کے رستے ہی بند ہو

ہو گیا۔ آج جب یہ کہتے ہیں کہ احمدی ہو گیا ہے، اس کا بائیکاٹ کر دو تو کل یہی ملاں تھا جو وہابی ہو گیا کہ بائیکاٹ کروایا کرتا تھا۔ بریلوی ہو گیا کہ بائیکاٹ کروایا کرتا تھا۔ شیعہ ہو گیا کہ بائیکاٹ کرواتا تھا۔ سنی ہو گیا کہ بائیکاٹ کروانا تھا۔ ان کو ان کی تاریخ تو یاد دلوائیں۔ ابھی بنگلہ دیش سے مثلاً یہ اطلاع ملی کہ

### راجستانی میں جماعت کی نئی تعمیر ہونے والی مسجد

جرا بھی اپنی تکمیل تک پہنچ رہی تھی۔ اس پر ملاؤں نے اور ان کے چیلے چانپوں نے ۵۰۰ کی تعداد میں جملہ کیا اور نہ صرف منہدم کیا بلکہ بنیادوں کی ایک ایک اینٹ بھی اکھاڑ کر لے گئے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ یہ بد بخت کون ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ کی امانت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اس کے امین بنائے گئے ہیں۔ ایسی چوری اور ایسی ذلیل حرکت کہ خدا کے گھر کی اینٹیں بھی چرا کر لیتا ہوں اس کو انہوں نے امانت قرار دے رکھا ہے۔ ان سے تو اللہ نیٹے نکال لیکن اعلان وہاں یہ کر رہے ہیں کہ یہ اس لئے ہم پر فرض ہے کہ قرآن کریم میں مسجد خزار کا ذکر کر کے ہم پر فرض عائد کر دیا ہے کہ ہر وہ مسجد جو ان سے ہم سمجھیں کہ فساد ہو رہا ہے یعنی ہمارے نقطہ نظر سے اس مسجد کی تعمیر فساد پر مبنی ہے تو اسے برباد کر دیں۔ اس کو جلا دیں۔ مسجد خزار کی مثال بیان کر کے اخباروں میں یہ اعلان کر کے کھلے عام ملاؤں کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ احمدیوں کی مسجدیں منہدم کرو اور لوٹو۔ مارو۔ جو چاہو کرو۔ عین جائز بلکہ باعث ثواب ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسجد خزار کیا تھی۔ کس حد تک قرآن کریم نے عبادت گاہوں کو جلانے یا منہدم کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہ انگلیٹش ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ میں تفصیلی خطبہ بھی دے چکا ہوں۔ بنگلہ دیش کو یہ ایت دی جا چکی ہے کہ آپ کو کس قسم کی جوابی کاروائی کرنی چاہیئے لیکن میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ان معاملات میں بھی جس حد تک قرآن کریم نے اجازت دی ہے کچھ جارحانہ کاروائی کرنی چاہیئے اگر ان کی اس دلیل کو توڑنا ہے تو شخص دلائل سے نہیں توڑا جائے گا۔ ایسا کھوج سے ان کی گندی تاریخ کو نکال کر عوام کے سامنے پیش کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ تنا ناپڑے گا کہ جب سے اسلام قائم ہوا ہے ان ملاؤں نے مسجد خزار کی جتنی یا جتنی مسجد کہہ کر آج تک کس کس ملک میں کتنی مسجدیں جلائی ہیں اور کتنی مسجدیں برباد کی ہیں۔ کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جس کی مسجدیں پہلے توڑی اور منہدم نہ کی گئی ہوں اور ان کو جلا کر خاکستری کر دیا گیا ہو۔ ایک بھاری تاریخ ہے۔ اگر مسجد خزار کا یہی معنی ہے تو پھر ان ملاؤں کے تعامل سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر دوسرے فریق کی مسجد کو جلا دے اور برباد کرے اور منہدم کر دے۔ ایسی عالم قوم ہو چکی ہے کہ ان کے اوپر تو بعض دفعہ غصہ آتا ہے تو سخت لفظ استعمال کرنے کو دل چاہتا ہے مگر ہمیں تمیز کی تعلیم ہے۔ صرف ایک بات ہے جو ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے اس وقت آپ کی پیٹھوں کے پیچھے جھنڈے لگائے اور ان کے دلائل کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا کہ

ثُمَّ مَنْ تَحْتَ اَدِيمِ السَّمَاءِ

یہ بھی نہیں فرمایا کہ وہ انسانوں میں سے بدترین ہوں گے بلکہ فرمایا کہ اس زمانے میں آسمان کے نیچے ذلیل ترین مخلوق ہوں گے۔ ہمیں خود کوئی صلاح دینے کا کیا ضرورت ہے۔ امت کے مالک، امت کے بارگاہ نیراں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ یہی حدیث ہے جو عوام الناس کے سامنے جانی چاہیئے کہ تم کہہ جا رہے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی قیادت میں تم ہر ظالمانہ کاروائی کر رہے گے لئے شیر ہوتے چلے جاتے ہو۔ ہر بڑی بات کے لئے آگے بڑھتے ہو۔

ثُمَّ مَنْ تَحْتَ اَدِيمِ السَّمَاءِ



تو امانت کا حق اس کے اہل کو دیا کرو اور جب حکومت بن جائے تو فرمایا کہ  
 رَاٰ اَھْلَکُمْ مِمَّنْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَکْفُرُوْا بِالْعَدْلِ  
 جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو عدل سے حکومت کرو۔ انصاف  
 سے حکومت کرو۔

یہ عجیب بات ہے کہ قرآن کریم میں جو طرز حکومت بیان کی گئی ہے وہ

### عدل پر مبنی حکومت

بیان کی گئی ہے شریعت پر مبنی حکومت بیان نہیں فرمائی گئی۔ جہاں دنیاوی  
 حکومت کا مضمون آئے گا وہاں آپ ہمیشہ عدل کے مضمون کو ساتھ دیکھیں  
 گئے اور عدل کی حکومت دراصل مثالی سیکولر حکومت بن کر نکلتی ہے۔ اگر عدل  
 سے حکومت کی جائے تو مذہب کی تفریق کو دخل اندازی کی اجازت ہی نہیں  
 مل سکتی۔ پس جس جس نے بھی عدل کی حیانت کی ہے اس نے قرآن کی  
 حیانت کی ہے۔ اس امانت کی حیانت کی ہے جو خدا نے ہر حاکم کے  
 اوپر ڈال دی ہے تو کچھ معاملے تو اس دنیا میں طے ہوں گے اور کچھ معاملے  
 اس دنیا میں طے ہوں گے مگر قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی  
 نا انصافیوں کے بدلے اس دنیا میں بھی ضرور دیئے جائیں گے اور دنیا اور  
 آخرت دونوں میں سزا ملتی ہے۔ بہر حال یہ مضمون سمجھا کر میں پھر واپس  
 اسی مضمون کی طرف آتا ہوں کہ ہم نے امانتوں کے حق ادا کر لئے ہیں۔  
 خائن لوگوں کی تقدیر کے فیصلے خدا فرمائے گا اور قرآن کریم نے وہ فیصلے  
 آج ہی لکھ چھوڑ دیے ہیں۔ قرآن کی تحریر کو دنیا میں کوئی بدل نہیں سکتا  
 لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمیں لازماً امانت کی حفاظت کے لئے  
 ہر قربانی کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ امانت ہی میں جماعت احمدیہ کی  
 بقا ہے۔ امانت ہی کے نتیجے میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ  
 اس دنیا میں بھی سرخروئی نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی  
 نصیب ہوتی ہے۔ امانت کے بغیر نظام جماعت کا کوئی تصور ہی باقی نہیں  
 رہتا۔ پس پہلے تو اپنی ذاتی امانتوں کی روزمرہ کے معاملات میں حفاظت  
 کریں۔ آپ کو دنیا کے معاملات میں بھی اور دین کے معاملات میں بھی  
 امین بنایا گیا ہے۔ دنیا کے معاملات میں بچوں کی امانت ہے۔ بیوی کی امانت  
 ہے۔ دوستوں کی امانت ہے۔ تجارت کے معاملات میں ایک دوسرے کی  
 امانتیں ہیں۔ ان ساری باتوں میں امانت کا حق ادا کریں۔ امین بن جائیں  
 جب امین بنتے ہیں تو پھر خدا کی امانت کا بوجھ اٹھانے کا اہلیت رکھتے  
 ہیں۔ جب تک آپ دنیا میں امین نہیں بنیں گے اللہ کی امانت کو اٹھانے  
 کی اہلیت ہی آپ میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ  
 علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ جو امین کہا جاتا تھا تو دراصل اسی  
 وقت اعلان ہو گیا تھا۔ دنیا میں لوگوں کے منہ سے جو باتیں نکل رہی تھیں  
 کہ یہ امین ہے، یہ امین ہے، جس گلی سے گزرتے تھے امین امین کی  
 آوازیں اٹھتی تھیں، یہ مستقبل میں ہونے والے ایک عظیم واقعہ کی طرف  
 اشارہ تھا۔ یہ جارہا تھا کہ خدا اپنی امانت امینوں کے سپرد فرمایا  
 کرتا ہے اور آج اگر کوئی امانت کا اہل ہے تو یہ شخص ہے۔ لوگوں  
 کے متعلق مرنے کے بعد، اپنے مراتب کو حاصل کرنے کے بعد امین  
 ہونے کے دعاوی تو آپ سنتے ہی ہیں۔ بعض دفعہ کسی بڑے عہدیدار  
 کے متعلق اس کے کام ختم کرنے کے بعد، اس کے گزر جانے کے بعد  
 تاریخ گواہی دیتی ہے کہ وہ امین تھا اور بعضوں کے متعلق اللہ تعالیٰ  
 گواہی دیتا ہے کہ وہ امین تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا  
 امین فرما کر آپ کی ہر عزت اخرا لائی گئی۔ پیغمبر کے لئے دنیا کو  
 موسیٰ کا مقام بنادیا گیا کہ وہ قوی بھی تھا اور امین بھی تھا۔ قوی اس لئے  
 ساتھ جوڑا گیا ہے کہ امانت کی حفاظت کے لئے قوت کی بھی ضرورت ہے  
 اور جو کمزور لوگ ہوں وہ امانت کی حفاظت نہیں کیا کرتے نہ کر سکتے ہیں  
 یہ وہ گواہی ہے جو بعد میں دی گئی ہے۔ میں نے جہاں تک نبوت کا تاریخ  
 کا مطالعہ کیا ہے میرے علم میں ایک بھی ایسا نبی نہیں آیا جس کی قوم  
 نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ اس کے نبی بننے سے پہلے لوگ اس کو امین کہا

چکے ہیں تو ان کو کون اشارہ کر رہا ہے۔ ان کا تو عقیدہ یہ ہے کہ خدا  
 تعالیٰ کی طرف سے اب وحی کے ذریعہ کوئی پیغام نہیں ملے گا لیکن  
 ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیطانی دجیال جاری ہیں۔ شیطانی القاء کا  
 سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اب بتائیں کہ یہ مسجدوں کو کس القاء پر منہدم  
 کرتے ہیں۔ کون ہے جو ان کو اشارہ کر رہا ہے اور ان کو دکھا رہا  
 ہے کہ اس مسجد کو بھی برباد کر دو اور اس مسجد کو بھی برباد کر دو۔ اندھیر  
 نگری ہے۔ ان لوگوں کو کوئی حیا نہ رہی۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس طرح  
 اسلام کو کتنا بدنام کرتے ہیں اور اسلام کے دفاع کے لئے کوئی  
 دلیل باقی نہیں رہنے دیتے۔

اب دیکھ لیجئے کہ باہری مسجد کا جو سلسلہ ہے وہاں ایک مشترکہ  
 حکومت قائم ہے۔ اس حکومت کی سارا کو داؤ پر لگ گئی ہے اس  
 حکومت کو مشترک اکثریت کی طرف سے چیلنج دیا جا رہا ہے کہ ہمیں یہ مسجد  
 منہدم کرنے دو ورنہ ہم ملک میں بغاوت کی آگ بھڑکا دیں گے اور  
 تمہاری حکومت کو پارہ پارہ کر دیں گے لیکن آج تک تو وہ حکومت  
 اس اصول پر قائم ہے اور اس بات پر قائم ہے کہ خدا کے نام پر رہنے  
 والی عبادت گاہوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ یہ مشترکوں کا حال ہے لیکن  
 پاکستان میں کتنی مسجدیں ہیں جو منہدم کی گئیں۔ خدا کے کئے گئے گھر ہیں جو ہمارے  
 شکر و شکر۔ کتنے ہیں جن کو ان لوگوں کو واپس کیا گیا اور ان کے نقصانات  
 کی ذمہ داری قبول کی گئی۔ انہیں دوبارہ آباد کرنے دکھایا گیا۔ حال یہ ہے  
 کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پاکستانی ملاں سے یہ جس نے ہنگامہ دیش میں  
 پہنچ کر فساد برپا کر دیا ہے اور بڑے ہی قابل اعتماد ذرائع سے یہ خبریں  
 مل رہی ہیں کہ ISI کے ٹرینڈ (TRAINING) فٹینڈ کر کے اسے  
 اس وقت ڈھاکہ میں کام کر رہے ہیں اور ان کی مدد سے باقاعدہ ایشیائی  
 پلیٹن (PLATON) ہو رہے ہیں کہ اب ڈھاکہ کی مسجد، پھر راجشاہی کی  
 پھر فلاں جگہ کی پھر فلاں جگہ کی اور حکومت اس میں مداخلت ہے۔ حکومت  
 کا مداخلت ہونا اسی طرح ثابت ہوتا ہے کہ جیسے کے وقت اپنا ملک تو  
 ہو سکتا ہے کہ دفاع کی طاقت پیدا نہ ہوئی ہو اور اسے ذرائع نہ ہوں  
 کہ اس حملے کو روکا جاسکتا ہو لیکن ساری مسجد کو منہدم کرنا، ایک ایک  
 اینڈ کو اٹھا کر دوسری جگہ پہنچانا، بنیادیں کھودنا، بنیاد کی ساری اینٹیں  
 چرانا، یہ کام کوئی ایک دو گھنٹے کی بات تو نہیں تھی۔ ایک دن لگا ہے  
 یا چوبیس گھنٹے یا آٹھ گھنٹے لگے ہیں۔ ٹرک کرایہ پر لے دیئے گئے ہیں۔  
 اتنا بڑا طلبہ ایک جگہ سے ڈھوکہ دوسری جگہ پہنچانا یا گھروں میں تقسیم ہونا  
 بڑا وقت جانتا ہے تو ایک امانت ہوئی ہے عاموش امانت کہ تم کرتے  
 جیسے جاؤ ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ میں آنکھیں بند کرنے والوں کو بھی بتاتا ہوں  
 کہ ان شہریروں نے جنہوں نے یہ فساد برپا کئے ہیں اور خدا کے گھروں پر  
 جیاد کروائے ہیں انہوں نے تو اپنی عاقبت کو ہمیشہ کے لئے برباد کر دیا ہے۔  
 ان کا انجام تو ان کو قیامت کے دن معلوم ہو گا کہ کیا ہے اور کیسے خاتموں  
 ہیں ان کا شمار ہو گا لیکن آنکھیں بند کرنے والے بھی قیامت کے دن  
 اندھے اٹھائے جائیں گے۔ ان سے بھی خدا کے فضل آنکھیں بند کر لیں گے  
 اور خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ یٰٰمَنْ تِیْمٰتِ، کے دن ایسے  
 لوگوں سے منہ پھیر لوں گا خدا کی آنکھیں تو بند نہیں ہوتیں۔ خدا اعراض  
 فرماتا ہے۔ پس ایسے لوگوں سے اعراض کیا جاسکے گا۔ یہ جواب دہ ہیں  
 کیونکہ قرآن کریم نے جہاں شریعت کو امانت قرار دیا ہے۔ مذہب کو امانت  
 قرار دیا ہے وہاں دنیا کی حکومتوں کو بھی تو امانت ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِکُمْ لِتَتَّقُوْا ۚ اِلَآ مَا نَآتِ اِلَی  
 اَعْمَالِکُمْ وَاِذَا حُکِمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَعْلَمُوْا  
 بِالْعَدْلِ

(سورۃ النساء: آیت ۵۹)

کہ امانت کا تعلق صرف خدا سے ہے نہیں ہے دنیاوی امور میں بھی  
 تمہیں حکم دیتے ہیں کہ جب تم کو لوگوں کے درمیان میں



کرتے تھے۔ سارے مذاہب کی تاریخ کا آپ مطالعہ کریں۔ کچھ نبی ہیں جو خدا بنائے گئے۔ کچھ خدا کے بیٹے بنائے گئے مگر سارے عالم میں جبرائیل لیکر دھونڈیں میرے آقا محمد صعباً تمہیں کہیں نظر نہیں آئے گا۔ وہ ایک ہی نبی اور ایک ہی نبی ہے جس کے متعلق پچیس ہی ساری قوم گواہیاں دیتی تھیں کہ یہ ان بن ہے یہ امین ہے یہ امین ہے۔ پس آپ کو اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں آپ امین بننے ہیں تو خدا کی امانت اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس کے بغیر آپ امانت کا بوجھ اٹھانے کو اہلیت نہیں رکھتے۔ پس روزمرہ کی امانت کا ذکر چلا کر اب میں دینی امانتوں کی طرف اس لئے آ رہا ہوں کہ پہلے اپنے اندر امانت کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت پیدا کریں۔

### روزمرہ کے معاملات میں امین بنیں۔

تب اس لائق بنائے جائیں گے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت میں آپ کے مددگار بن سکیں اس کے بغیر نہیں۔ پس اٹھنی امانت یا دینی امانتیں جو ہیں ان کا سفر شروع ہوتا ہے، دوٹ دینے کے ساتھ مثلاً جماعتوں ہیں جہاں جہاں بھی عہدیدار چنے جاتے ہیں وہاں امانت کے ساتھ فیصلہ کرنا کہ کون اہلیت رکھتا ہے بہت ہی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے تو دیکھیں کہ کس لطافت کے ساتھ اس مضمون پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ دوٹ درنا دراصل مشورے کا ہی ایک رنگ ہے۔ عوامی مشورے دوٹ کے ذریعہ حاصل کیے جاتے ہیں تو آپ نے دوٹ کے ذکر کے ساتھ تو امانت کا ذکر نہیں فرمایا لیکن ہر مشورے میں امانت کو لازم قرار دے دیا اور ہر مشورہ دینے والے کو امین ٹھہرایا یعنی یہ بتایا کہ ہمیں امین ہونا پڑے گا اور یہ مضمون دوٹ والے مضمون سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ پس دوٹ بھی مشورے کی امانت کا ایک اظہار ہے۔ دینی معاملات میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو امین ہو کر دوٹ کا حق استعمال کرنا چاہیے اور تمام دوستیاں، تمام تعلقات، تمام دشمنیاں، تمام عداوتیں اس وقت بھول جایا کریں۔ یہ دیکھا کریں کہ آپ کے نزدیک یہ شخص اہلیت رکھتا ہے کہ نہیں یعنی آپ کے نزدیک ان معنوں میں کہ خدا کی امانت، کا حق ادا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے آپ کے تعلقات کا حق ادا کرنے کی اہلیت کا سوال نہیں ہے۔ یہ امانت ہے۔ پھر جب عہدیدار بنائے جاتے ہیں تو وہ امین ہیں ان کا فرض ہے کہ ذمہ داریوں کی تفصیل میں جائیں معلوم کریں۔ کھوج لگائیں کہ کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تفصیل سے ہمیں ہدایت دی ہیں آپ اس معاملے میں بھی تمام دنیا کے مورخوں کو، تمام دنیا کے مذاہب کے پیروکاروں کو چیلنج دے سکتے ہیں کہ کوئی ایک نبی یا دین یا بیسی یا سو نبی ملا کر دکھا دو کہ جس نے اپنی اہمیت کو اس تفصیل سے بیگیوں کی ہدایت کی ہو اور ہدایتوں سے روکا ہو۔ بعض جیاصل اسی بات پر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں کہ اتنی تفصیل سے حکم دے دیئے حالانکہ یہ دراصل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہونے کی عظمت کا نشان ہے۔ ایسا امین دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا کہ جس نے اس گہرائی سے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور تفصیل سے کھوج لگائے کہ خدا نے جو مجھے امین بنایا ہے تو کن کن اخلاق کا امین بنایا ہے۔ کن کن برائیوں سے روکنے پر مجھے امین مقرر فرمایا گیا ہے۔ تفصیل سے جا کر ایک ایک پہلو پر نظر ڈالیں یہاں تک کہ زندگی کا کوئی پہلو باقی نہیں رہا جس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امانت کا حق ادا کیا ہو اب جماعت کے جس سیکرٹری کو اپنے شعبہ کا ہی پتہ نہ ہو کہ یہ ہے کس کس بلا کا نام، مجھے کیا کرنا چاہیے وہ کیسے امین بن سکتا ہے۔ کیسے امانت کا حق ادا کر سکتا ہے۔ تصنیف کی بات، پوری ہی تھی تو تصنیف کے ساتھ ہیں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس ملک میں کیا کیا علمی تحریکات ایسی چلی رہی ہیں۔ کیا کیا ایسے علمی رجحانات ہیں جن کا اسلام کی سچائی سے منفی یا مثبت تعلق اندھا جا سکتا ہے۔ بعض اسلام کے خلاف سازشیں

ہو رہی ہیں۔ بعض ایسی نئی ایجادات ہیں، بعض ایسے نئے علمی رجحانات ہیں۔ بعض ایسے افکار و فکرات ہیں جو اسلام کی تائید میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اس پر سیکرٹری کا کام ہے کہ وہ کیسیاں مقرر کرے۔ نوجوانوں کو اکٹھا کرے۔ ان کے سپرد کام کرے کہ وہ کیسیاں اخباریں برسات آتی تھیں۔ ہمیں اس کی پیروی کرنی چاہیے۔ کھوج لگنا کہ آخر تک پہنچنا چاہیے۔ ہمیں اس کے تمام پہلوؤں کے اوپر حاوی ہو جانا چاہیے۔ اس سلسلہ میں بھی میں انگلستان کی مثال پیش کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے اس جماعت نے پہلو سے نہ صرف بڑی بڑی علمی تحریکات میں ترقی کی ہے بلکہ باریک پہلوؤں میں بھی ترقی کی ہے۔ اب مثلاً تصنیف کا پہلو ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے صدر مجلس عوام الاخوان کو بلا کر سمجھایا کہ دیکھیں آپ نوجوانوں کی ٹیمیں بنائیں میں آپ کو کام دیتا ہوں ان کے سپرد کریں۔ مثلاً DEAD SEA SCROLLS ہیں ان کے متعلق بہت تحقیق ہونے والی ہے اور ہم عموماً بخیردوں کی تحقیق کا حاصل سن کر اسی پر بس کر جاتے ہیں حالانکہ اکثر غیر جن مشاہدات پر اپنے نظریات کی بنیاد رکھتے ہیں ان مشاہدات کے تمام اشاروں کو قبول نہیں کرتے۔ بعض ایسے ہیں کہ جو خدا کے حق میں اشارے ہو رہے ہیں وہ ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جہاں خدا کے خلاف ہوتا ہو ان کی اشارہ دکھائی دے اس کو اچھالتے ہیں۔ بعض اسلام کے حق میں ہونے والے اشاروں سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اسلام کے خلاف کوئی دور کا اشارہ بھی دکھائی دے تو اس کو نکالتے اور اچھالتے ہیں تو ان کو میں نے سمجھایا کہ احمدی نوجوانوں کو یہ عادت ڈالیں ٹیمیں بنائیں کہ وہ مل جل کر ان تمام علمی رجحانات پر نظر رکھیں جہاں کوئی خبر آئے وہاں ایک ٹیم بن جائے اور وہ اس خبر کا کھوج لگائے۔ آخر تک پہنچیں۔ وہ حقائق معلوم کریں۔ اگر وہ زبان مختلف ہے تو وہ زبان سمجھنے کے لئے بعض لوگ آمادہ ہوں اور اسی طرح کے اور بہت سے پروگرام ان کے سپرد کئے اور میں پورے اطمینان کے ساتھ بتاتا ہوں کہ صدر مجلس عوام الاخوان نے بھی امانت کا خوب حق ادا کیا اور جتنے نوجوان اس معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے بھی خوب حق ادا کیا۔ دل کی گہرائیوں تک میں ان کے کام سے راضی ہوں۔ وہ ٹیمیں بنا کر آتے ہیں۔ مجھ سے ملتے ہیں۔ بتاتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا کھوج لگائے۔ کن کن کتب کا مطالعہ کیا۔ اب ہم مزید کیا کام کر رہے ہیں۔ کن کن چیزوں سے رابطہ کیا ہے۔ کن کن ماہرین آثار قدیمہ سے تعلق برکھائے ہیں۔ غرضیکہ علم کا پورا ایک نیا جہان ہے جو کھلتا چلا جا رہا ہے اور جماعت کے آئندہ استعمال کے لئے انشاء اللہ قوائے بہت عمدہ مواد ہاتھ آئے گا۔ اب تک ہم بھی کرتے رہے ہیں کہ جہاں کسی نے اتفاق سے ہماری تائید میں کوئی بات لکھ دی اسے قبول کر لیا اور ان رستوں میں داخل ہو کر دیکھا ہی نہیں جن رستوں میں ان کو ہماری تائید کا کوئی حیرا ہوتا آیا تھا۔ بہت سے ایسے مضامین یعنی تائیدی شواہد ہیں جو مختلف جگہوں پر دفن ہوئے پڑے ہیں۔ ہمیں ان کا کھوج لگانا ہوگا۔ پس سیکرٹری تصنیف کا یہ کام ہے کہ اس طرح کھوج لگائے۔ اسی ضمن میں میں نے امریکہ کو بھی ہدایت دی کہ آپ وہاں کچھ رابطے قائم کریں۔ امیر صاحب نے جن لوگوں کے سپرد کئے ان کی رپورٹیں ملتی ہیں۔ اللہ کے فضل سے انہوں نے بھی اچھا کام کیا ہے مگر ساری دنیا میں مقامی ملکی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور بین الاقوامی اسلامی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس قسم کی ٹیمیں بنانی ہوں گی۔ اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اور مضمون لمبا ہے۔ میں انشاء اللہ باقی باتیں آئندہ جمعہ میں پیش کروں گا۔ پاکستان سے مجھے ایک خط یہ ملا تھا کہ اللہ کے فضل سے خطبات کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے اور بڑی عمدہ آواز اور عمدہ تصویریں پہنچ رہی ہیں لیکن آپ وقت ختم ہونے یعنی ۲ بجے کے بعد بعض دفعہ کچھ دیر باتیں کرتے ہیں تو پھر ایہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور محمدی کا احساس ہوتا ہے اس لئے آپ وقت کا بھی خیال رکھیں اور اگر مضمون لمبا ہو تو کچھ پہلے شروع کر دیا کریں۔ بات یہ ہے کہ مضمون سارے ہی بڑے لمبے ہیں۔ اس لئے پہلے شروع کر دینا تو پھر بھی مشکل پیش آئے گی تو وقت پر شروع کرنے دیں وقت پر ختم کرنے دیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اللہ علیکم ورحمۃ اللہ

نوٹ: مکرم میز احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ

بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے (ادارہ)



# جماعت احمدیہ کی بنیاد کا تاریخی دن

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

از قلم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ

کوئی واقعہ زمین میں رونما نہیں ہوتا جب تک آسمان پر اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ بعض بندگانِ دین مثلاً علامہ محمد بن نعمان شیخ سفید (ولادت سنہ ۹۵۰ھ وفات سنہ ۱۰۲۳ھ) اور علامہ فضل بن حسن طبرسی طوسی (امین الاسلام دفتویٰ سنہ ۱۱۵۳ھ) اور تیرہویں صدی ہجری کے مشہور فاضل و محقق علامہ ابن بن حسن مؤلف نورالابصار رقمطراز ہیں کہ قدیم آثار و روایات کے مطابق مہدی موعود علیہ السلام قائم طاق سن میں ظہور فرمائیں گے اور آپ کے اسم گرامی کا اعلان بذریعہ جبریل ۲۳ تاریخ کو کیا جائے گا۔ یہ آسمانی نور شمس ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حیرت انگیز رنگ میں پورا ہوا جبکہ خدائے دوست فرشتے کے ربانی حکم سے حضرت باقی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں پہلی بیعت کے لیے کربلا جمعہ ۱۱ مارچ کی بنیاد رکھی۔ لدھیانہ شہر فی الحقیقت بابِ لکھنؤ کے گہلے کا مستحق ہے کیونکہ یہیں برطانوی حکومت نے پنجاب کا پہلا عیسائی کمشنر ۱۸۴۵ء سے قائم کر رکھا تھا۔ یہیں سے فتنہ صلیب اٹھا اور یہیں سے کسر صلیب کے عالمگیر منصوبہ کا آغاز ہوا۔

اس زمانہ میں خادینِ حرمین شریفین سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی حکومت کے بادشاہ اور شرف عوں الشریف تھے۔ کمرہ کے امیر تھے۔ ایران میں ناصر الدین قاجار افغانستان میں امیر عبدالرحمن خان اور مراکش میں سلطان عبدالعزیز بربرق تھے اور جرمنی پر قیصر ولیم دوم، روسی پر نکولس ثانی، امریکہ میں جیمز مکینلی

نے بعض گزشتہ روایات میں اس پیشگوئی کا ذکر بھی ملتا ہے کہ امام موعود ۱۹ سال تک حکومت کریں گے (۱) چنانچہ حضرت باقی سلسلہ احمدیہ اس خبر کے عین مطابق بیعتِ اولیٰ کے بعد ۱۹ سال تک ہی زندہ رہے اور مئی ۱۹۰۸ء میں وزارتِ پانی

اور برٹش ایمپائر پر مکہ و کثورہ کی حکمرانی تھی۔ دائرے اسے ہندو لارڈ لسنڈون اور گورنر پنجاب سر جیمز براڈوڈ لائل تھے ہر طرف یا ہوج ماجوج کی خوفناک طاقتیں سلطہ ہوجی تھیں اور مسلمانانِ عالم کا زوال اور نکبت و ادبار انتہا تک پہنچ چکا تھا اور دینِ حق کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ ہر طرف کفر و جوشِ مار رہا ہے اور دینِ حق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مانند بیمار و بے کس ہے۔

حضرت باقی سلسلہ علیہ السلام کی خدمت میں لدھیانہ کے بعض تخلص نے رانچ رال تہی بیعت کی درخواست کی لکھنؤ کی گلیاں بننے فرمایا لکھنؤ بناموہ کہ میں مامور نہیں۔ یہ سنہ ۱۸۸۲ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔ ازاں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ کے لختِ جگر سیدنا محمد اسلم موعودؑ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اذانِ نبوی سے اسی دن قادیان سے دعوتِ بیعت کا عام اشتہار دیا جس میں دس شرائطِ بیعت پر روشنی ڈالنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو حضرات ان شرائط سے متفق ہوں انہیں استثناءِ مسنونہ کے بعد بیعت کی اجازت ہوگی۔ اشتہار کی اشاعت کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام لکھنؤ تشریف لے گئے اور لدھیانہ کے جلیل القدر صوفی اور صاحبِ کشف بزرگ اور حضرت حاجی احمد جان کے مکان سے متصل پیر مرثاہ کے مکان واقع محلہ جدید میں قیام فرما ہوئے اور ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو ان تمام حقائق کے نام جو بیعت کے لئے مستعد تھے بذریعہ اشتہار یہ ہدایت جاری فرمائی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اور خوشنوا قلم سے اپنے نام

اور پتہ سے اطلاع دیں تا ان کا نام مبا یقین کی فہرست میں درج کر لیا جائے۔

اسی اشتہار میں (جو آپ نے بیعتِ اولیٰ سے انیسویں روز قبل شائع فرمایا) نہایت پر شوکت الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:۔

”خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلالِ ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا فرمایا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور تہی نوا کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زبیت سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشنے کا وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک بیٹیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھا دے گا۔ اور ہر ایک صادق کو اس میں داخل کریں گا وہ خود اس کی آپہنشی کرے گا اور اس کو نشوونادے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلاتی ہے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہرتی ہے وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر

غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔“

اس اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اطلاع بھی دی کہ ”تاریخ ہذا سے جو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہے ۲۵ مارچ تک یہ عاصم لدھیانہ محلہ جدید میں مقیم ہے۔ اسی عرصہ میں اگر کوئی صاحبِ آنا چاہیں تو لدھیانہ میں ۲۳ تاریخ کے بعد آجائیں“ ۱۳ مگر حاجی الحرمین الشریفین حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب شاہی طبیب جموں و کشمیر کو لکھا کہ وہ بجائے ۲۰ کے ۲۲ مارچ کو تشریف لائیں۔ (۴) حضور نے آپ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ جب حضرت احمدیت کی جناب سے بیعت کا اذن ہوگا تو سب سے پہلی بیعت آپ سے ہی جائیگی اشتہار ۲۳ مارچ کے مطابق ۲۱ مارچ سے بیعت کے طالب تخلص نہایت ذوق و شوق اور والہانہ رنگ میں لدھیانہ پہنچنے شروع ہو گئے ایک رجسٹر حضورؑ نے پہلے سے تیار کر لیا تھا جس کی پیشانی پر لکھا تھا ”بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت“۔ اس رجسٹر پر آسنے والوں کا اندراج کیا جانے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے لدھیانہ اور جالندھر کے قریب و جوار اور ریاست کپور تھلہ، مالیر کوٹہ اور ٹیالہ کے علاوہ جموں، ایبٹکوٹ اور قادیان وغیرہ کے بہت سے خوش نصیب وجود جمع ہو گئے۔ قدوسیوں کا یہ گروہ نہایت بیتیابی سے امام موعود کے دست مبارک پر بیعت کی مبارک گھڑیوں کا انتظار کرنے لگا۔ آخر وہ دن آگیا جوازل سے اس پاک آسمانی سلسلہ کے سنگ بنیاد کے لئے مقرر تھا۔ یعنی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء۔

اس روز صبح ۹ بجے سے ایک بجے دوپہر تک حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب



بہشت روزہ نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان میں آیت اللہ الدین عند اللہ الاسلام پر ایک نہایت موثر اور ایمان افروز خطاب فرمایا جسے سامعین نے بیحد پسند کیا۔ اور درخواست کی کہ اسے جاری رکھا جائے مگر اس کے دوران نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ نماز پڑھی گئی اور پھر ان سب بزرگوں نے کھانا کھایا اور بعد نماز عصر بیعت کا آغاز ہوا۔

(۵۱)۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک کچی کوٹھڑی میں تشریف فرما ہوئے اور دروازہ پر خادم خاص حضرت حافظ حامد علی صاحب نے آف قادیان کو مقرر کر دیا اور ہدایت فرمائی کہ جسے میں کہتا جاؤں اُسے کمرہ میں بلا تے جاؤ۔ چنانچہ حضورؑ نے سب سے قبل حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کو یاد فرمایا۔ اس طرح اول المباحثین ہونے کا شرف آپ کو عطا ہوا آپ فرماتے ہیں:

”نبی کو جو فراست دی جاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ حضورؑ نے جب میری بیعت کی تو میرا ہاتھ پیچھے سے پکڑا حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار کیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی۔ بیعت کے الفاظ حضورؑ نے اپنے قلم مبارک سے لکھ کر پہلے ہی حضرت حکیم الامت کو عنایت فرما دیئے تھے جو یہ تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: بخندہ و نصلى  
آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا ہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتیٰ الوسع کاربند رہوں گا۔ اور میں اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

استغفر اللہ ربی  
استغفر اللہ ربی  
استغفر اللہ ربی  
صن کل ذنب و اتوب  
الیہ و اشہد ان لا  
الہ الا اللہ و حدہ لا  
شریک لہ و اشہد  
ان محمدا عبدا  
و رسولہ۔ رب انی  
طلعت نفسی و اعتونہ  
بذنبی فاغفر لی ذنوبی  
فانہ لا یغفر الذنوب  
الک انت۔“ (۵۱)

حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب کے بعد میر عباس علی صاحب، حضرت شیخ محمد حسین صاحب خوشنویس مراد آبادی، حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب ساکن تنگی علاقہ چارسدہ (ضلع پشاور) بالترتیب سے بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی کا بیان ہے کہ مجھے میر عباس علی صاحب نے قاضی خواجہ علی صاحب کو بلانے کے لئے بھیج دیا ورنہ تیسرے نمبر پر میں ہی جاتا۔ بہر حال ازاں بعد حضورؑ نے حضرت منشی اللہ بخش صاحب لدھیانوی کا نام لے کر بلایا پھر حضرت شیخ حامد علی صاحب سے فرمایا کہ خود ہی ایک ایک کو بھیجتے جائیں۔ اس پر حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی، حضرت میر عنایت علی صاحب، حضرت چوہدری رستم علی صاحب ملاز قلعہ جالندھر اور پھر معاً بعدیا کچھ وقفہ کے ساتھ کپور تھلہ سے حضرت منشی ارورٹا خان صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب جیسے بڑائیوں نے بیعت کی۔ حضرت منشی صاحب نے بیعت کر کے لگے تو حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ منشی محمد ارورٹا خان صاحب نے تو بیعت کر لی ہے اور محمد خان صاحب نہا رہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں۔ چنانچہ حضرت میاں محمد خان صاحب بھی حاضر ہو گئے اور بیعت کر لی۔ ستائیسویں نمبر پر حضرت منشی رحیم بخش صاحب سنوری کی بیعت ہوئی۔ اس طرح بیعت اولیٰ کے پہلے روز باری باری چالیس بزرگوں کو خدا تعالیٰ کے مقدس اور

موعود امام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلہ کی شہادت ہے کہ ”حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کوڑا بھی قدم سے بند ہوتے تھے بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے“ (۵۱)۔ مردوں کی بیعت ہو چکی تو حضرت اقدس بانی سلسلہ حمیدہ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور حضرت مولانا نور الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی حضرت صفری بیگم صاحبہ اور بعض اور خواتین نے بیعت کی۔ حضرت اقدس کی حرم محترمہ ابتداء ہی سے آپ کے سبھی دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے اپنے تئیں بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے اپنے تئیں الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی بہر کیف بیعت اولیٰ کا سلسلہ شام تک جاری رہا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں ۱۸ اپریل ۱۸۸۹ء تک قیام فرما رہے۔ ابتداً محلہ جدید میں اور پھر محلہ اقبال گنج میں۔ اس دوران بیعت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ پہلے بیعت انفرادی رنگ میں ہوئی تو پھر مجمع عام میں یا بذریعہ خطوط ہونے لگی۔

بلاشبہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا تاریخ ساز دن ایام اللہ میں سے ہے جو اپنی عظمت و اہمیت کے اعتبار سے رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ یہی وہ مبارک دن ہے جب کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا چاند مطلع عام پر طلوع ہوا جسکی نورانی کرنوں سے زمین کے کنارے تک جگمگا اٹھے۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے مابین ناز انشا پر داز اور اردو ادب کے زبردست زبیر داد و در متعبد مذہبی اور علمی کتب کے مصنف علامہ نیاز فتح پوری نے مابینا نگار (لکھنؤ) بابت ۵ جولائی ۱۹۶۰ء میں تحریر فرمایا ”تجربیک احمدیت کی تاریخ ۱۸۸۹ء سے شروع ہوتی ہے جسکو کم و بیش ستر سال سے

زیادہ زمانہ نہیں گزرا لیکن اسی قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت اختیار کی کہ آج کل کی نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا اسلام کی صحیح تعلیم... کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں۔ اور جب قادیان و ربوہ میں حدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اُسی وقت یورپ و افریقہ و ایشیا کے ان بےید و تاریک گوشوں میں بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے جہاں سینکڑوں عزیز الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ قدم اُگے بڑھائے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔“

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے وہ نعمت کو کسی باقی جو کم ہے زمین قادیان اب محترم ہے جو ہم خلق سے ارض حرم ہے ظہور دعوت و نصرت و ہدایت ہے حد سے دشمنوں کی پشت خم ہے سنو اب وقت تو حید اتم ہے ستم اب مائل ملک عدم ہے خدا نے روک ظلمت کی اٹھادی فوجان الذی اخذوا عادی (دُرُثَیْنِ)

## ماخذ

- (۱)۔ چودہ ستار سے ۵۸۵ مولفہ مولانا نجم الحسن کراوی۔ مطبع حیدری پریس لاہور طبع سوم ۱۵ ذی قعدہ ۱۹۷۳ء بحوالہ شرح ارشاد مفید ص ۵۲۲ غایۃ المقصود جلد ۱ ص ۱۶۱۔ اعدام الوری ص ۲۶۲۔ نورالابصار (۱۵۵)
- (۲)۔ ایضاً چودہ ستار سے ص ۹۹۳ بحوالہ اعلام الوری ص ۳۶۵
- (۳)۔ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ص ۱۹۳۔ ۱۹۸۰ ناشر الشریکت الاسلامیہ ربوہ
- (۴)۔ الفکر سومئی ص ۱۹۰۳
- البدیع ۲ جون ۱۹۰۳ء ص ۱۶۲۔
- اخبار جبر بیعت اولیٰ دہلی موجود ضلقت لاہور ربوہ اخبار الفکر ۲۱ جنوری ۱۹۳۴ء ص (باقی ص ۲۲ پر)



تاریخ کے اوراق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہرہ آفاق کتاب ہر ایمان احمدیہ پر

انتخاب منشور محمدی ہنگامہ حقیقت افروز منبر

آج سے ٹھیک ایک سو بارہ سال قبل ہنگامہ "منشور محمدی" نے علمی و علمی اعتبار سے مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسیح و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہرہ آفاق کتاب ہر ایمان احمدیہ پر جو حقیقت افروز تبصرہ کیا تھا تاثرات و تبصروں کے اضافہ و علم و ایمان کے لئے پیش ہے۔

اس سے ہر ذی ہوش اور عقلمند انسان خصوص کر سکتا ہے کہ وہ زمانہ ایک رہانی مصباح و تقاضی تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عین وقت پر مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے نہ صرف ہر ایمان احمدیہ کے ذریعہ بلکہ اپنی دیگر کتب اور علمی و عملی کارناموں سے ایک فتح نصیب ہر نبیل کی طرح دین اسلام کی عظیم الشان خدمت سر انجام دی۔

دو روزہ اخبار منشور محمدی مولانا محمد شریف صاحب کی زیر ادارت عیسائیوں کے اسلام پر حملوں کے جواب میں شائع ہوتا تھا۔ اس وقت یہ تبصرہ، ایم ریویو آف ریلیجنس جنوری ۱۹۱۷ء سے من و عن قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

ہیں۔ کام میکو؟ اس لئے کہ جس دین کو وہ حق سمجھے ہوئے ہیں اور جس پر نجات ان کے زعم میں منحصر ہے، اسی دین پر اور لوگوں کو دعوت کر کے لائیں۔ اتنا بڑا کام اور عام منادی کے فریضہ کے لئے عقل یہی چاہتی ہے کہ لوگوں کو دین کا سر پایہ ہو۔ ورنہ ممکن بھی ہے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو دین کے دعوت کا جائے با کوئی جزیرہ ایسا نہ ہو جس میں پادری لوگ اپنا مقصد پورا نہ کر سکیں۔ اور باوجود اس کے یہ سب کام کم خرچ میں ہو سکتے۔ ایسا نہیں۔ سالانہ لاکھوں اس امر میں خرچ ہوتے ہیں۔ کروڑوں کی آمد بھی ہے۔ کوئی عیسائی پادری اور امریکی ایسا نہیں جو مذہب کی اشاعت کے لئے اپنے مقدور بھر پور پیسہ نہ دیتا ہو۔

گر جائیدادوں میں ہر ہفتہ چندہ ہوتا ہے مابانہ چندہ دینے والے موجود ہیں یا نہ چندہ دینے والے علیلہ ہیں۔ اکثر دولت مند ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جائیداد سے ایک حصہ اسی امر اشاعت مذہب کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جو درحقیقت لاویٹ کرتے ہیں وہ وصیت کرتے ہیں کہ اپنے ساری ملک فلاح سوسائٹی اشاعت مذہب کے حوالہ ہو۔ ہزار ہا روپیہ معور کا آتا ہے کہ پادریوں کے مصرف میں جاتا ہے۔ ادنیٰ و اعلیٰ مرنے کے وقت کچھ نہ کچھ باقی مذہب وقف ہو اور کرتے ہیں۔ پس یہ مذہب کی تمام غیرات ہے کہ اشاعت مذہب کے لئے آتی ہے۔ اسی کے بدلے لاکھوں بیت پرست دہریہ و لا مذہب مذہب پھر بھی میں خیل درخیل آتے ہیں۔ پادریوں کے فخر کا باعث ہوتے ہیں۔

ملکہ فحشہ کوٹھن و مٹوریہ میرنس آف ویس ویزا و سلاطین انگلستان سے نیکر ادنیٰ مزدور تک مذہب کی تائید میں بقدر جو صلہ دیا کرتے ہیں افریکہ اور دیگر جمالیات یورپ میں بادشاہ سے لے کر فقیر تک کا یہی دستور ہے۔ کوئی گر جائیداد نہیں جس میں اتوار کے دن بقدر ضرورت چندہ نہ اٹھایا جاتا ہو۔

پس جہاں کہیں یہ دیرہ ہو اور جس دین کے پیروں کا یہ حال ہو تو پھر لاکھوں کروڑوں روپیوں کا یہ دیرہ کس طرح بہم نہ آوے؟ لاکھوں کتب تائید مذہب کروڑوں رسالے ترغیب دین میں کیونکر تالیف نہ شائع نہ ہوں جس دین کے پیرو ایسے ہیں کہ اپنے مذہب کے پاس

کی اشاعت کی کوشش کر رہے تو مذاہب باطل میں ہے۔ مفت رسالہ جاتا اس لئے تقسیم ہوتے ہیں کہ آخر کوئی شخص تو ان کے مطلب کو دیکھے گا کچھ نہ کچھ کرے گا۔ ذرا تو اثر ہو گا۔ بس یہی مقصد ہے۔ اگر منظر غائر دیکھا جائے تو پادریوں کا یہ آئین ایسا ہے کہ جس میں ان کا مطلب بوجہ امن حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً مشہور ہے کہ سنی سنائی بات کا کہیں نہ کہیں اثر ہوتا ہے۔ جاہل آدمی اپنے مذہب سے محض ناواقف جب ایسے رسالوں کو پڑھتا یا سنتا ہے تو ضرور اس کے عقائد میں خلل آتا ہے۔ اگر فی الفور مذہب عیسوی میں نہ داخل ہوا تو اتنا تو ہوتا ہے کہ یا وہ لا مذہب یا دہریہ بن جاتا ہے۔ پس مقصد جو ان رسالوں کی اشاعت اور تقسیم مفت سے تھا حاصل ہو گیا۔

یورپ و امریکہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے اشخاص ہیں جو دنیا کو ترک کئے ہوئے اشاعت مذہب میں سرگرم ہیں۔ عہد ہا سوسائٹیاں ہیں جن کا یہ کام ہے کہ مذہب پھیلایا جائے۔ اخبار جاری ہوتے۔ رسالہ جات بھیجتے ہیں۔ ٹراکٹ لاکھوں شائع ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ مذہب کی اشاعت ہو۔ پادری صاحبان ترک وطن کئے ہو نصیب ہندوستان کو آتے ہیں۔ چین کو جاتے ہیں۔ جاپان کو روانہ ہوتے

ہر ایمان احمدیہ  
ملقب بہ

ہر ایمان احمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والتبوة الموحیہ  
دامان نگہ تنگ گل حسن تو بسیار  
گلچین بہار تون دامن گلہ دارد

سبحان اللہ! دنیا میں ایسے بھی لوگ ابھی موجود ہیں کہ جمایت دین اسلام کے لئے محنت شاقہ اپنے سرگوار کرتے ہیں۔ دین حق کی تحفاری میں رحمتیں اٹھاتے اور مصیبتیں جھیلنے ہیں۔ یا وہ لوگ بھی ہیں جن کو دین سے سرکار نہیں۔ پاہو اور ہی دین کا آئین نہیں۔ دن رات دنیا کمانے سے کام ہے۔ دین ان کے پاس برائے نام ہے غفلت کے نقشہ میں خجور ہیں۔ شراب نخوت سے مہرور ہیں۔ دنیا کے کاموں میں ہزار ہا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ نام و رنگ پر مرتے ہیں۔ دین جاسے ایمان جاسے غم نہیں۔ یاں غم ہے تو یہی کہ عجیب سے دھڑی نہ جائے۔ کوئی کیہ ای دین کا کام ہو اگر اس میں پیسے کا کچھ صرف نظر آتا ہو تو کچھ نہ کچھ جیل سے مال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت ہے؟ ضرورت ہے تو یہ ہے نہ وہ ہے۔ غرض جس آدمی صرف زر کا کمان ہوتا ہے ہر چند وہ سر اس دین ہے مگر یہ لوگ کچھ نہ کچھ گراسس کی مساویت و مشارکت سے علیحدہ اختیار کرتے ہیں۔ ہندو کو دیکھو

عیسائیوں کو دیکھو جو سیوں کو دیکھو تختہ یہ کہ مذہب باطلہ کے پیروں کو دیکھو کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں کیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔ دین کے پھیلانے میں کیسا بار اٹھاتے ہیں۔ صعوبت سفر ان کے پاس کوئی چیز نہیں۔ صرف نہ بکثیر کسی شمار میں نہیں۔ گالیاں دو۔ مارو۔ مگر ان کا ارادہ یہاں ہوتا ہے کہ کسی طرح اور کسی پیرایہ میں اپنے دین کی اشاعت ہو۔ اقسام کی تکالیف گوارا کرتے ہیں۔ مذہب کے پھیلانے میں جان تک دیتے ہیں۔ جیتے ہیں تو اس شوق میں کہ مذہب پھیلایا جائے۔ مرتے ہیں تو اس میں کہ مذہب کی اشاعت ہو۔ یہ ان کی محنت اور یہ عرق ریزی گو باطل پرستی مگر ان کا نتیجہ ان کو ملتا رہتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی مفید حاصل ہوتا ہے۔ کوئی زبان نہیں جس میں پادری لوگوں کے ٹراکٹ (چھوٹے چھوٹے رسالے) نہ بھیجتے ہوں۔ راہ کی آمد و رفت کرنے والوں کو مفت تقسیم ہوتے ہوں۔ دین و مذہب کا چرچا اور دین



یہ صرف کثیر گوارا کرتے ہوئے اگر ان  
کا دین دنیا کے ہر ایک جیسے ہی جیسی  
باوئے اور دین حق کے مقابلہ میں  
اپنی کثرت کو وحدت پر غلبہ دے  
تو یہ کون تعجب کی بات ہے ؟  
الفاظ کہاں ہے ؟ شبیہ  
دین داری کیا اسی کا نام ہے کہ ارباب  
مذاہب باطلہ تو اپنے مذاہب و ادیان  
کے پیروکاروں میں اس طرح سرگرم ہوں  
اور مسلمان جن کے دین حق کے منجانب  
اللہ ہونے پر شہادت عقلی و نقلی  
ہے ۔ ایسے بے خبر بڑے ہیں کہ باوجود  
جو طرف کے ہنگامہ کے مہوزان کی  
آنکھ بھی نہ کھلی ہے ۔ اٹھ بیٹھنا  
تو درکنار ۔ صاحبو ! یہ غفلت ملاحظہ  
مذہب ہوتے نہ یہ شبیہ دین ہے  
اور نہ اسلام کا آئین ہے ۔ خیالی  
تو کیجئے گا کہ دین اسلام کی کیا  
عالت ہے ۔ ارتداد زمانہ نے اس  
حقیقت کو کس طرح  
گھیر رکھا ہے ۔ افواج مذاہب باطلہ  
کا کیا زور شور سے دھاوا ہو رہا  
ہے ۔ اعتراضات کی تو میں کیسی اڑکی  
فصلیوں پر چلائی جاتی ہیں ۔ اہل قلعہ  
سے وہ لوگ جو اپنے پاس دین کا علم  
انہوں نہ رکھتے اور اس کی خوبی کا امتیاز  
انہیں کر سکتے کیسی اتر حالت سے دشمن  
کی قیور میں پھنس جاتے ہیں یہاں اللہ  
حقیت دین اسلام کا یہ کچھ اسباب  
مسلمانوں کے پاس موجود ہو اور وہ  
اپنے دین کے قلعہ کو دشمنوں کے سخت  
حملے سے نہ بچائیں ۔ اور غفلت میں  
بیٹھ رہیں ۔ یہ نہایت تعجب کی بات ہے  
جب تک اہل قلعہ یعنی دین اسلام کے  
پیروکار اتفاق دشمنوں کے مستاصل  
کرنے پر آمادہ نہ ہوں ۔ اور جو اسباب  
قلعہ میں رکھا ہوا ہے اسی کو برابر طور  
سے استعمال میں نہ لائیں ۔ اپنی خدا  
نے دین اسلام میں جو خوبی رکھی ہے  
اور اس دین کو جیسا استحکام بخشا  
ہے ۔ دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ  
سے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہ کریں تو  
پھر مسلمان پر حیف متہ ۔ اگر سردار  
قلعہ یہ شکم کر رہا ہے کہ اس امر میں  
کو شک نہ کرو اور پابندی کا سے  
قانون ایک دیگر پر ہمت کرو تو  
مردی اور شہادت یہاں ہے کہ مائے  
مسلمان ! بلکہ حملہ آوری کی تیاری  
کریں ۔ اس وقت غفہ حملہ سے یقیناً  
والتق ہوگا کہ دشمنوں کی فوج پیدا  
ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام : علو

کے شر سے محفوظ رہے گا ۔  
منافقوں اور دشمنوں کے ہمارے  
حملے دین اسلام پر ہونے لگے ہیں ۔  
ادھر دہریہ ہیں کا زور ۔ ادھر  
لامذہبی کا شور ۔ ہمیں ہر دو سمانی  
و اسے اپنے مذہب کو قیلمہ فناء قرار دیتے  
سے دین اسلام پر غالب کیا جا رہے  
ہیں ۔ ہمارے عیسائی بھائیوں کی ساری  
پوری ہمت تو اسلام کے استیصال  
پر مصروف ہے اور ان کو اس بات  
کا یقین ہے کہ جب تک آفتاب  
اسلام اپنی میرتاب شعلہ علی دنیا  
میں ڈالتا رہے گا تب تک عیسوی  
دین کی ساری کوششیں بیکار اور  
تخلیث تین تیرہ رہے گی ۔ غرض  
ہمارے مذاہب اور تمام دین و فلسفہ  
یہی چاہتے ہیں کہ کسی طرح دین  
اسلام کا چراغ مٹ جائے اور ہر عمر  
حوادث کا ایسا زور دے کہ حق  
الحقیقت اگر اس چراغ ہدایت  
کو تند بادِ حیرت اور کثرت سے نہ  
بچا جائے تو کوئی عمر نہ بچے  
قیامت بخوار ہوگی ۔ اسی حفاظت  
کے لئے جو حقیقت میں خوشنودی  
خدا رسول ہے ۔ مسلمانوں کو  
شرکت دہکار ہے ۔ یہ ایسا کام  
ہے کہ ایک دو برگزیدہ اور منتخب  
اشخاص کی ہمت اور کوشش سے  
اس کا انجام ہو نہیں سکتا ۔ قوم کی  
سعی دینداروں کی ہمت مالداروں  
کی حیرات امیروں کی سخاوت  
غریبوں کی مشارکت فاضلوں کی  
تقریر علماء کی ترمیم برزخوں کی دعا  
کی ضرورت ہے ۔ انجمنوں کی کارروائی  
ارکین دین کی باہمی کوششیں چاہیے  
چونکہ یہ دین ہے اسی لئے ہر دین دار  
کو تائید لازم ہے ۔ اور جو تائید سے  
پہلو تھی کرے وہ عیب کے پائے ہے  
دین ہے ۔ جب اہل اسلام اس  
طرح کی تائید و تدبیر کریں تو ہم ختم  
لیتے ہیں کہ آج دین اسلام کا جھنڈا  
ان ملکوں میں کھڑا ہو جاوے اب تک  
اس کا پر تو ہدایت پڑا ہی نہیں ۔  
مسلمانوں کی کم ہمتی کا اسی سے  
بڑا کیا ثبوت ہے کہ ان میں آج کوئی  
ایسا فنڈ نہیں یا کوئی ایسی سوسائٹی  
نہیں جس کا مقصد اشاعت دین  
اسلام ہو اور جو اسے پاس مسلمانوں  
کے علماء و فضلا کا ایک ایسا گروہ ہو  
جو ان ملکوں میں جہاں تثلیث اور  
تبت پڑتی ہو رہی ہے مجاہدہ اور

اپنے عقائد اور منادی سے لوگوں کو  
ہدایت کا راستہ دکھلا دے ۔ اور  
اپنے گروہ کا خرچہ سوسائٹی کے فنڈ  
سے دیا جائے ۔ جہاں مذاہب باطلہ  
کی ترویج میں ایسی صد ہا سوسائٹیاں  
ہیں ۔ آیا کوئی مسلمانوں کی انجمن  
اشاعت مذہب بھی موجود ہے ؟ اسی  
سوال کے جواب دینے میں ہر اک  
مسلمان کو شرم آنی چاہیے کہ دین  
حق کا دعویٰ اور اعلائے کلمۃ اللہ  
کے لئے کوئی انجمن کتنی ضروری ہے کہ موجود  
نہیں ۔ ابھی خدا کے فضل سے اسلامی  
سلطنتیں اور اسلامی ریاستیں  
موجود ہیں ۔ مگر کوئی مسلمان یہ بتنا  
نہیں سکتا کہ جیسی عیسویوں میں  
وزلین مشن سوسائٹی ، لندن مشن  
سوسائٹی ، پیرچر مشن سوسائٹی ۔  
ان یلین مشن سوسائٹی اور ایلی  
ای صد ہا سوسائٹیاں ہیں ۔ ایسا  
ہی مسلمانوں کی کوئی سوسائٹی ہے ۔  
اگر اس غیرت سے مسلمانوں کی قوم  
مر جائے تو بہتر ہے ۔ اب جو مسلمان  
دعویٰ اسلام کر رہے ہیں ان کو  
الزم ہے کہ خواہ بیان کیا منہ والی  
کر جہاں بھی کہیں منہ سے مسلمان  
کہلاتے ہیں ۔ نہ دنیا کے رہے نہ  
دین کے ۔ پس جو مسلمان مسلمان  
کہلاتے ہیں لائق ہیں اگر وہ بھی  
ہمت کو ہار دین اور مذہب کا تائید  
میں سرگرمی نہ دکھلا دیں تو پھر دین  
کا خاتمہ ہے ۔ لا عیلا ہو جاوے ۔  
برہمنوں کا جناح بن جاوے ۔ تاکہ جہاں سے  
مسلمانوں کا نام ہی مٹ جائے اگر  
یہ منظور نہیں تو پھر دین کا تائید  
کرد ۔ خدا کے قبول ہو ۔ رسول کے  
انصار ہو ۔  
آفتاب دین محمدی کی روشنی ایسی  
ہے کہ غرہ تیرہ سو سال سے اپنی  
اصل پر قائم ہے ۔ دین اسلام کی  
حقانیت کی بڑی دلیل یہی ہے کہ باوجود  
یکہ ساری دنیا کے ادیان و فلسفہ اس  
روشنی کو زائل کرنے کی کوششیں  
اور تدبیریں کر رہے ہیں ۔ مگر اس  
کی حقانی روشنی ہرگز زوال پذیر  
نہیں ۔ سلطنتیں اور دود لہنیں برباد  
ہو گئیں ملک اور جزائر وحدت بدست  
منہ بقل ہو گئے ، قوانین سیاست  
میں تغیر و تبدل ہو گیا ۔ مگر دین  
اسلام اپنی احوال پر قائم رہا ۔  
نہ صرف کفر کی کچھ پیش کشوں اور  
تند بادِ حیرت نے اس کو نقصان

پہونچایا ۔ یہ تو اسلام کی اصلی حقیقت  
کا تعریف ہوئی ۔ رہا یہ امر کہ اس  
ہدایت کا نور کفر کے تاریک گروہوں میں  
پہونچا یا جاوے البتہ یہ ضروری ہے ۔  
پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی  
کوشش کریں ۔  
ارباب مذاہب باطلہ جو اپنی  
کوششوں اور تبلیغ جہدوں سے  
اسلام پر سرسائی بچانا چاہتے ہیں ۔  
وہ کچھ اس لئے نہیں کہ دین اسلام  
میں درحقیقت حقانیت ہو ۔ بلکہ  
اس لئے کہ دین اسلام کی حقیقت  
اور اس دین کے ثبوت سے ان کو کھا  
حقہ واقفیت نہیں ۔ چونکہ اکثر دہریہ  
اور لامذہبوں کے دہریہ خیالات اور  
مذہبی مطاعن سے اس زمانہ نے اکثر کم  
علم اور جاہل بھی اسلام کو نظر استحقاق  
دیکھتے ہیں اور دہریہ بن اختیار کرتے ہیں  
اور پیروانِ ادیان باطلہ اور معتقدان  
مذاہب کاذبہ اس درلید کو مایہ خسر  
گردانتے ہیں ۔ لہذا نظر بحال زمانہ مسلمان  
دین اسلام کو ضرور تھا کہ اس امر کا  
بھی خوب قلع قمع کرے ۔ مگر اہل اسلام  
کی موجودہ حالت اور حجت سے بخواران  
دین اسلام کو یہ امید کہانی تھی کہ جہاں  
جاہلان تقلید اور عقل کی بے تمیزی ہے  
جو طوفان فح رہا ہے اس کا بندوبست  
کیا جائے ۔ سچ ہے کہ ہمارے زمانہ کی  
نئی روشنی (کہ خاک برفرق اس روشنی)  
نوا موزوں کی روحانی قوتوں کو افسردہ  
کر رہی ہے ۔ ان کے دلوں میں بجائے  
خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سمائی ہے ۔  
اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی  
ہادی بن بیٹھے ہیں ۔ تمام نوا موزوں کا  
قدرتی میدان و جہانیت عقلیہ کی طرف  
ہو گیا ہے ۔ اور افسوس ہے کہ یہاں  
بیاعت عقل ناقص اور علم خام کے  
بجائے رہبر ہونے کے رہن ہوتا جاتا  
ہے ۔ فکر اور نظر کی کجروائی نے لوگوں کے  
قیاسات میں بڑی بڑی غلطیاں ڈال  
دی ہیں اور مختلف رائے اور گونا گوں  
خیالات کے شائع ہونے سے کم فہم لوگوں  
کے لئے بڑی دشواری پیش آئی ہیں ۔  
سوسائٹی تقریر دہانے مطابق میں طرح  
طرح کی بوجہ کیا اس پر اگر دیکھیں جو  
امور نہایت معقولیت میں تھے وہ ان  
کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں ۔ جو باقی  
انجابت درجہ نامعقول ہیں وہ ان کو  
اعلیٰ درجہ کی صداقت میں سمجھ رہے  
ہیں ۔ وہ حرکات جو منشاء انسانیت سے  
مخالف ہیں ۔ (اگے مسلسل)



ان کو وہ تہذیب خیال کے بیٹھے ہیں  
 بسوا ایسے وقت میں اس طرح کے خیالات  
 کا ابطال دین اسلام کی سچائی اور حقیقت  
 کے لئے ضرور تھا، مگر یہ کام بھی ایسا  
 ہی تھا، کہ جس کا بار اٹھانا ہرگز دم کا  
 کام نہیں تھا، بلکہ ایسا شخص ضرور تھا،  
 جو عوام عقلی و نقلی اور کتب ادیان مختلف  
 کا جاننے والا ہو۔

مدت سے ہماری آرزو تھی، کہ علماء  
 اہل اسلام سے کوئی حضرت جن کو خدا  
 نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق  
 دی ہے، کوئی کتاب ایسی تصنیف  
 پاتا لیفہ کریں، جو زمانہ موجودہ  
 کی حالت کے موافق ہو، اور جس  
 میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن  
 کریم کے کلام الہیہ ہوں، اور آخر  
 صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے  
 ثبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے  
 کہ آرزو بھی برآئی یہ وہی کتاب  
 ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی عزت  
 ہم کو آرزو تھی۔ براہین الہیہ مطبق  
 بہ البراہین الالہیہ علی حقیقت کتاب  
 اللہ القرآن والنبوة الخمیسہ جس میں  
 مصنف زاد قدوة اللہ صانع  
 المسلمین بطول حیاتہ نے  
 تین سو براہین قطعیہ عقلیہ سے حقیقت  
 قرآن اور نبوت محمد کو ثابت کیا ہے۔  
 افضل العلماء وفاضل جلیل جلیل محمد ابراہیم  
 اسلام ہند مقبول بارگاہ محمد جناب  
 مولوی میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم  
 قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کی  
 تصنیف ہے۔ سبحان اللہ! کیا  
 تصنیف منیف ہے کہ جس سے دین  
 حق کا لفظ لفظ سے نبوت ہو رہا ہے  
 ہر ہر لفظ سے حقیقت قرآن و نبوت  
 ظاہر ہو رہی ہے۔ مخالفوں کو کیسے  
 آب و تاب سے دلائل قاطعہ سنائے  
 گئے ہوں۔ دعویٰ ہی مدلل ہو رہا ہیں  
 ساحلہ نبوت ہے۔ مثبت ہر دلائل  
 قاطعہ تاب دم زدنی نہیں۔ اقبال کے  
 سوا چارہ نہیں۔ ہاں انصاف شرط  
 ہے۔ درہم کچھ بھی نہیں، ایسا انظار  
 یہ وہی کتاب ہے، جو فی حقیقت  
 لا جواب ہے۔ زور دعویٰ تو ہے  
 کہ اس کا جواب ممکن نہیں۔ اگر مخالف  
 بشر الط مندرجہ استہار جواب  
 لکھیں تو پھر دس ہزار روپیہ مفت  
 نذر ہے اور حال یہ ہے کہ اگر مخالفوں  
 کو کچھ بھی خدا ترسی ہو، تو ان کو پھر  
 سڑالہ اس کتاب کے جواب یہی  
 دینا چاہیے، کہ لا الہ الا اللہ حق اور

محمد رسول اللہ برحق۔ ہم تو خیر یہ  
 کہتے ہیں، کہ جواب ممکن نہیں۔ ہاں  
 تیامت تک محال ہے۔ مخالفوں سے  
 ہمارا یہی سوال ہے، کہ اگر اپنے  
 مذہبوں کو حق جانتے ہوں، تو آپ  
 ہمیں گو ہمیں میدان ہیں۔ اگر جواب  
 براہ صواب لکھا جاوے، تو دس  
 ہزار روپیہ کا انعام ہے۔ وغیرہ

مصنف لا کلام ہے۔ لیکن ہم بھی  
 ایک ہزار روپیہ مزید برآں کرتے  
 ہیں۔ دیکھیں ہمارے مخالف بھائی  
 اب بھی حجت کو کام فرماتے ہیں  
 یا اپنی ہی نیکر کو بیٹھتے ہیں۔  
 اب روئے کلام مسلمانوں کی  
 طرف سے ہے۔ مجاہدوں کا کتاب  
 براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت  
 میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے،  
 کہ جس کا ثانی نہیں مصنف نے  
 اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں  
 سے ثابت کیا ہے، کہ ہر مصنف  
 مزاج ہی سمجھ کا، کہ قرآن کتاب اللہ  
 اور نبوت پیغمبر آخر الزمان حق ہے۔  
 دین اسلام منجانب اللہ اور اس کا  
 پیرو حق آگاہ ہے۔ عقلی دلیلوں کا  
 انبار ہے۔ فہم کو زبائے گریز اور نہ  
 طاقت انکار ہے۔ جو دلیل ہے بین  
 ہے، جو برہان ہے روشن ہے۔  
 آئینہ ایمان ہے۔ لب لباب قرآن  
 ہے ہاں طریق مستقیم مشعل راہ قیوم  
 خزانہ صداقت۔ معون ہدایت  
 برق خرمن اعداء عدد سوز پیر دلیل  
 ہے۔ مسلمانوں کے لئے تقویت کتاب  
 التحلیل ہے۔ ام الکتاب کا ثبوت  
 ہے۔ بے دین حیران ہے۔ مبہوت  
 ہے۔ انوسس ہے۔ کہ باوجودیکہ یہ  
 شریعہ ہدایت ہے، مگر بے اعانتی  
 کی وجہ سے طبع کتاب میں زور کی  
 حاجت ہے۔ چونکہ بڑی کتاب ہے،  
 اس لئے نو دس ہزار روپیہ طبع  
 کتاب میں صرف ہوتا ہے غریبوں  
 کی قلت اور قوم کے مالداروں کی کم  
 توجہی سے طبع کتاب میں عجزت  
 نہیں۔ مصنف کو خود صرف کثیر گوارا  
 کرنے کی ہمت نہیں۔ بعض دیندار  
 بزرگوں اور خدا ترسوں کی اعانت  
 خریداری سے تین حصے اس کتاب  
 لا جواب کے طبع ہو چکے ہیں۔  
 سہ جز چھپنا باقی ہے۔ صفائی طبع  
 اور خوشخطی سے کتاب کا چھپوانا  
 منظور ہے۔ عمدگ کتاب اور اس  
 کے مفید ہونے کے نظر کرتے ہوئے

سورہ یہ قیمت بھی کم ہے۔ اور  
 مصارف طبع کا لحاظ کرتے ہوئے  
 اصل قیمت بلا نفع ۲۵ روپیہ پرتی  
 سہے پس خریداروں سے یہ توقع  
 ہے کہ قیمت بھر دینا ضروری ہے۔  
 کم بضاعت مسلمانوں کو نقصان  
 سے بھی خود کتاب منظور ہے  
 یعنی ۱۰ روپیہ۔ اور اقوام دیگر سے  
 ۲۵ روپیہ۔

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ  
 ایک دم میں کرے دین حق سے آگاہ  
 از بس کہ یہ مغفرت کی بتلاقی ہے راہ  
 تاریخ بھی یا غفور نکلے راہ واں  
 ایسی عمدہ کتاب جس کو مصنف  
 نے کمال تحقیق اور ترقیق سے تالیف  
 کر کے منکرین اسلام پر حجت پوری  
 کرنے کے لئے بوعده انعام دس  
 ہزار روپیہ شائع کیا، انوسس ہے،  
 کہ بوجہ عدم اعانت پوری طبع ہونے  
 چھ رہ گئی ہے۔ ہندوستان میں  
 کئی اسلامی ریاستیں ہیں۔ اور مسلمان  
 تو بے شمار ہیں۔ اگر ایک رئیس چاہے،  
 تو خوشنودی خدا و رسول کے لئے  
 نو دس ہزار روپیہ دینا کوئی بڑی  
 بات نہیں۔ یوں یہ حضرات دنیا کی  
 ناموری کے لئے ہزار ہا بلکہ لاکھ لاکھ  
 روپیہ تک دے چکے ہیں۔ اسے  
 مالدار مسلمان۔ اگر یہ بھی ذرا دین  
 کا پاس کریں، تو وہ مہینوں کے  
 عرصہ میں پوری کتاب چھپ جاسکتی  
 ہے۔ عام مسلمانوں کی حالت کیا  
 کہیں، اگر یہ دینی و قومی بھائی فی کس  
 ایک پائی بھی دینا چاہیں، تو براہین  
 احمدیہ کے حجم کی کمی سوکنا میں طبع  
 ہو سکتی ہیں۔ ہماری اوپر کی تہذیب و  
 میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ادیان  
 یا ظہر کے پیر و اشاعت مذہب کے  
 لئے کیا کچھ مصارف گوارا کرتے  
 ہیں۔ اگر مسلمان ان مذہب والوں  
 سے ایک عشر عشر بھی اشاعت  
 مذہب کے لئے خرچ کریں تو کافی  
 ہے۔ امیروں اور مالدار مسلمانوں  
 کو ہم یہ بھی نہیں کہتے۔ کہ مبلغ کثیر  
 بشیر کسی عوفی کے دیں، بلکہ یہ کہتے  
 ہیں کہ عوض جوادانہ آخرت کے  
 عزاوہ کتاب براہین احمدیہ بھی عوض  
 مبلغ میں لیں۔ پس باایں کم ہمتی اور  
 عدم توجہی ظاہر کرنی شیعوہ دیندار  
 سے بعید ہے۔  
 الہی مصنف کتاب مبارک  
 براہین احمدیہ کی محنتوں اور عمر عزیزوں

کا قوی صلہ دے، کہ ہم میں عاجز  
 بندے محض بے مقدور۔ اور مسلمانوں  
 کو توفیق دے کہ وہ تیرے دین کی  
 تائید میں سرگرمی دکھلا دیں۔ اور غریب  
 کتاب براہین احمدیہ کو بلا قصور۔ الہی  
 ہمارے مذہب کے جو رئیس ہیں یا  
 مقدوران کو ہدایت لیدہ کیجئے۔  
 کہ دے اشاعت مذہب میں کریں  
 نہ قصور۔ خداوند احسن امیران عالمی  
 ہم نے اس کتاب کی طبع میں اعانت  
 کیا ہے، اور جن کے نام نامی مصنف  
 نے مشکوری لکھے ہیں، اس کا عوض  
 ان کو یہاں بھی دیجئے اور وہاں بھی  
 یا اللہ یا غفور آمین  
 ز اخبار مشور محمدی مورخ ۲۵ رجب  
 المرجب ۱۳۰۲ھ ۲۱ جولائی  
 ۱۳۰۳ تا ۲۱

براہین احمدیہ کی جو حق جلد شائع  
 ہونے پر اسی اخبار نے لکھا ہے۔  
 یہ وہی لا جواب کتاب ہے،  
 جس کو خراہل اسلام ہند اسوۃ المحققین  
 قدوة الہد تقیوں مقبول بارگاہ محمد  
 مولوی میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم  
 قادیان ضلع گورداسپور پنجاب  
 دام ضوضہ نے کمال تحقیق و تدقیق  
 سے تالیف کر کے منکرین اسلام  
 پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے  
 بوعده انعام دس ہزار روپیہ شائع  
 کیا ہے، ہم نے اس کتاب کے الہی  
 حصوں پر مشور محمدی نمبر ۲۱ جلد ۱۴  
 مورخ ۲۵ رجب ۱۳۰۲ھ میں رپو  
 لکھا ہے۔ اب جس پر ہم اپنا رپو  
 نکھتے ہیں، وہ اسی کتاب کا چوتھا  
 حصہ ہے، جس میں مضامین ذیل  
 مندرج ہیں:-

- ۱۔ کلام الہی کی ضرورت کے ثبوت  
 میں اور اس بات کے اثبات میں  
 کہ تحقیق اور کمال ایمان اور معرفت  
 جس کو اپنی نجات کے لئے اس دنیا  
 میں حاصل کرنا چاہیے، پھر کلام الہی  
 کے غیر ممکن ہے۔ اور اس کے غمن  
 میں بہت سے حیلالات برہمنوں  
 اور فلسفیوں اور نیچر یوں کا رد کیا  
 گیا ہے۔
- ۲۔ قرآن شریف کی ایک سورہ یعنی  
 سورہ فاتحہ کے بے مثل و تالیف و  
 حقائق و خواص کا بیان
- ۳۔ قرآن شریف کی بعض دوسری  
 آیتوں کا بیان جو توحید الہی کے  
 معنوں پر مشتمل ہیں۔
- ۴۔ دین تعلیم توحید اور فصاحت



و اعانت میں خالی ہے۔

۵۔ دید کے عقائد باطلہ کا ذکر۔

۶۔ پندت دیانند پیشوا کے آریہ سماج کے لاجواب رہنے کا بیان۔

۷۔ انجیل اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقابلہ۔

۸۔ ان تمام پیشگوئیوں کا ذکر جو بعض آریوں کو بتلائی گئیں۔

۹۔ آئندہ پیشگوئیوں کا بیان۔

۱۰۔ صبح سے کوئی معجزہ ظہور میں آنا یا ان کا کوئی پیشگوئی بنانا ثابت نہیں۔

۱۱۔ حقیقی نجات کیا چیز ہے اور کیوں کر مل سکتی ہے؟

اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی چاہی

حد امکان سے باہر ہے۔ اور حقیقت

یہ ہے کہ جس تحقیق و تدقیق سے

اس کتاب میں مخالفین اسلام پر

حجت اسلام قائم کی گئی ہے، وہ کسی

کی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں

مع حاجت مناظر نیست روئے دلارام

مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی دریغ نہیں

کر سکتے کہ بلاشبہ کتاب لاجواب

ہے اور جس زور و شعور سے دلائل

حقہ بیان کیے گئے ہیں، اور مصنف

مذللہ نے اپنے مکتوبات و الہامات

کو بھی مخالفان اسلام پر ظاہر کر دیا ہے

اس میں اگر کسی کو شک ہو، تو

مکاشفات الہی اور الوار لا منہا ہی جو

علیہ الہی ہیں، ان سب کو فیضِ محبت

مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے

اور عین الیقین حاصل کرے۔

اثبات اسلام و حقیقت

نبوت و قرآن میں

یہ لاجواب کتاب اپنا نظیر نہیں

رکھتی۔ ابھی آغاز ہے، مگر اس کتاب

کے مطالعہ سے انجام کا مزہ ملتا ہے،

انوسس ہے کہ کتاب تو ثبوت

دین الہی میں سب سے نظیر ہے، مگر مسلمانوں

کی کم تو جہی سے مکمل چھپ جانے

میں دیر پر دیر ہے۔ بڑی کتاب

ہے حجت اسلامی قائم کرنے میں لا

جواب ہے۔ کہ بے قدری اباب

زمانہ سے اس کا طبع اللہ میں پڑ

گیا ہے۔ جو امیر ذی مقدور ہیں،

وہ ہمت کے کچے اور دین کے کاموں

میں از بس پسپا ہیں۔ مالدار مسلمانوں

کو مال کما لے کا ہی دھن ہے، محبت

خدا و رسول کا نہ الیٰ کو خیال ہے،

اور نہ الیٰ کو پردہ۔ پس یہ عہدہ

کتاب چھپے تو کیوں کر چھپے اور کس طرح حجتہ البانہ الاسلام فی القول پر ظاہر ہو؟ الہی تیرا ہی فضل چاہیے کہ ہمارے رئیسوں اور مالدار مسلمانوں کا دل اس کی تائید کے لطف آدے۔ آمین۔

مضامین عالیہ مندرجہ کتاب

برائین احمدیہ کی تعریف کیونکر ہو سکے

یہ وہ عالی مضامین اور قاطع دلائل

ہیں، جن کے جواب کے لئے

مخالفین کو دس ہزار روپیہ کی

تھریس دلائی گئی ہے اور اشتہار

دیئے ہوئے عرصہ ہو چکا۔ مگر

کسی کو قلم اٹھانے کی اب تک

طاقت نہ ہوئی۔ ہم لا تصنیع کہتے

ہیں کہ ساری جلد چہارم حقائق و

معارف اسلام سے بھری ہوئی ہے۔

اور جا بجا دعویٰ یہ کیا گیا ہے

کہ اگر کسی کو شک ہو تو ہمارے

پاس آدے اور اپنی آنکھوں

پر بات کا مشاہدہ کرے۔ پس

مسلمان اگر اس مبارک کتاب کی

خریداری نہ کریں۔ اور اعانت سے

قاصر رہیں، تو خدا سے قیامت

خدا و رسول کو کیا جواب دیں گے؟

اس کتاب کے چھپنے کو البتہ صرف

کیر درکار ہے۔ دس ہزار ہزار

روپیہ تکمیل الطباع کے لئے

چاہیے۔ مگر یہ رقم کچھ ایسی کثیر

نہیں جو فراہم نہ ہو۔ بشرطیکہ قوم

چاہے۔ یوں تو ہمارے امرائے

عالی شان ہزاروں لاکھوں روپیہ

اپنے عیش و عشرت میں صرف کر

دیتے ہیں۔ اور مالدار مسلمان

شادی و خنمی میں دس ہزار ہزار

کے صرف کی کچھ مالیت نہیں سمجھتے

دین کی اعانت بھی اگر ان سے نہ

ہو تو پھر کس سے ہو۔ آیا عزیز

مسلمانوں کو یہ مقدور ہے کہ وہ بلا

مشارکت، امراء اسلام ہندو ہزار

روپیہ خرچ کریں۔ ہمارے امیروں کی

کوٹاہ دلی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت

ہو سکے کہ اس کتاب کی اصل لاگت

سورویہ ہے۔ اور عزیز و کم

استطاعت مسلمانوں کو اس روپیہ پر

خردشت کی جاتی ہے۔ ظلم ہے اگر

رئیس بھی اسی قیمت پر کتاب کو

چاہیں۔ اور خریداری کی آمادگی صرف

دس روپیہ کی ہے۔ لہذا ہر کریں۔

حضرت مصنف نے عنوان کتاب

میں ایک لواب صاحب کا حال لکھا

ہے جو قال اللہ اور قال رسول اللہ کے مشید اذوالہ ہیں۔ جب ان سے اعانت کی درخواست کی گئی۔ تو پہلے لکھا کہ البتہ بیس تچیس جلد یا ست کی جانب سے خریدی جائیں گی۔ دوبارہ یاد دہانی پر جواب ملا کہ کتب مباشرات دینی کی اعانت خلاف منشاء سرکار ہے، اس لئے اعانت ممکن نہیں سبحان اللہ! حضرت لواب صاحب کی یہ دلگیری دین قابل تعریف ہے۔ گورنمنٹ کے مفاد کو ان رئیس عالی بخت کے سوا اور کسی نے نہ پایا۔ حضرت ریاست سے خریداری بغرض محال خلاف منشاء گورنمنٹ تصور کر لی جائے۔ تو آپ کے جیب خاص سے بطور اعانت دینی ہزار

پانسو روپیہ دینا خلاف منشاء سرکار

متفا۔ دیکھو گورنر جنرل لارڈ رین لیفٹنٹ

گورنر وغیرہ اس فنڈ کے موادوں میں

داخل ہیں، جس فنڈ سے پادری شائیت

دین پولوسی پر کمر باندھے ہیں۔ اور

جس فنڈ سے مذہب اسلام کی خلاف

میں عماد الدین و صفدر علی وغیرہ کتابیں

لکھتے ہیں۔ پس اگر آپ اپنے قریب

سے کچھ عنایت فرماتے تو پھر یہ کلمہ ہی

نہ ہوتا۔ جب قرآن و حدیث کے

عالم رئیسوں کا یہ حال رہے۔ تو

پھر شارب الخمر اور فسق و فجور

کے مرتکب امیروں سے کیا امداد

اعانت دین ہو سکتی ہے! حضرات

اہل اسلام سے ہم بار بار درخواست

کر چکے ہیں۔ کہ ایک فنڈ الیاف قائم

کیا جائے، جس کے سرمایہ سے

کتب رد نصاریٰ چھپ کر مشہور

ہوں۔ انوسس ہے کہ مسلمانوں

کا ادھر خیال ہی نہیں آتا۔ دین

اسلام کی یہ اشاعت جو آج کل

مذہب پولوسی سے ہزار ہا درجے

ترقی پر ہے یہ اس کی وجہ حقیقت

اور سچائی اسلام ہی ہے۔ کوئی یہ

نہ سمجھے کہ مسلمان اس کی تائید کرتے

ہیں۔ اگر مسلمان دین کی تائید کرتے

تو علی وجہ الکمال اسلام اور بھی رونق

پذیر ہوتا۔ اکثر رسائل و کتب مضامین

رد مذہب پولوسی قالب تالیف،

میں اگر بے اعانتی کی وجہ سے مشہور

نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ کتاب

جس کا ہم ریویو لکھ رہے ہیں،

ایسی عمدہ اور مکمل کتاب ہے، کہ

اس کا مطالعہ کر کے ہر ایک دین سے

بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ مقابلہ

اسلام کر کے حجت اسلام کر سکتے ہیں

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

انوسس ہے کہ مسلمان ایسی کتاب کی تائید سے باز ہیں۔ مالدار مسلمان اگر زکوٰۃ کا مبلغ ہی اس کام کے لئے بخش دیں، تو آج تاحی کتب نامعلوم چھپ کر مشہور ہو سکتی ہیں، زیادہ افسوس یہ ہے کہ آریہ اور برہمن سماج کے مذہب باطلہ کی اشاعت کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ اس مذہب کے مرد خرچ کرتے ہیں اور مسلمان جن کو مذہبی طور پر اعانت دین واجب ہے، اعانت سے بہلو ہیں کر رہے ہیں۔ عاصی و افردا محض قیامت خدا و رسول کو کیا جواب دو گے۔ بھائی دنیا کے لئے سب کچھ، تو کچھ عقلمانیلئے بھی خرچ کریں۔ اللہ دنیا ضرور عتہ الاخرۃ کا ثمرہ حاصل کریں۔ مالدار مسلمان سوچیں اس سے کمک کریں۔ جو کم مقدور ہیں وہ ایک روپیہ سے ایک پائی تک دیں۔ اگر اس طرح کا سرمایہ ہم پہنچے، تو کیا کچھ اسلام کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اب مسلمانوں کو ضروری ہے، کہ خریداری براہین احمدیہ پر مستعد ہوں۔ اگر ایک شخص سے اس کتاب کی تائید نہ ہو سکے، تو ہر شہر و قصبہ میں دس دس پچاس پچاس مسلمان جمع ہوں، اور چندہ کریں۔ جو مبلغ چندہ سے حاصل ہو، وہ مصنف کتاب کے پاس بھیجا جاوے۔ اگر ہندوستان پنجاب بمبئی و دکن کے مسلمان ذرا بھی اس طرف متوجہ ہوں، تو عرصہ قلیل میں ساری کتاب براہین احمدیہ چھپ کر نور افرازا کے دیدہ اہل مل ہو جائے گی۔

الہی ام۔ نمازوں کو دین کی اعانت

کی توفیق دے۔ اسلامی ریاستوں

کے امیر و لواب، دین میں ایسی کی تائید

میں کرنا چاہیں۔ الہی! مصنف

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطول

حیاتہ کو اس کتاب کی تصنیف

کا اجر دے۔

آمین ثم آمین فقط

(مورخہ ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۸۱ھ

۱۲۷۱ھ ۱۲ مارچ ۱۹۹۳ء)

(مرسلہ مکر محمد شمیم الدین صاحب

سیکرری مال برہنہ بھائی)

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴



# امام مہدیؑ اور۔۔۔ یوم الجمعہ

از مخرم مولانا سید کریم الدین صاحب شاہد مہدی ماسٹر مدرسہ احمدیہ - قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی علیہ السلام نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء میں امام مہدیؑ اور یوم جمعہ کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ”خدا کی تقدیر سے خوب کھنکھانے لگا رہا ہے اور کی طرح واضح فرمایا کہ جماعت احمدیہ اور جمعہ کا ایک بہت ہی گہرا رشتہ ہے۔ ایک تاریخی رشتہ بھی ہے اور ایک حال کے زمانہ پر پھیلا ہوا رشتہ ہے اور ایک مستقبل کے زمانہ میں رونما ہونے والے واقعات کا رشتہ ہے اور یہ ایسے گہرے تقدیری رشتے ہیں کہ جن کے نتیجے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح امام مہدیؑ جمعہ بھی تھے اور امام مہدیؑ بھی تھے۔ جماعت احمدیہ جماعت احمدیہ بھی ہے اور جمعہ بھی ہے۔ پس جمعہ کے ساتھ ہماری ساری تعلقات وابستہ ہے۔ ہمارے تمام کاموں کا نیک انجام تک پہنچنا وابستہ ہے۔“

(جدید ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء صفحہ ۵)

حضور انور کے اسی خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے زیر نظر مضمون ترتیب دیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیات بزرگان سلفہ کی تصریحات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہ عجیب حقیقت ہم پر واضح ہوتی ہے کہ امام مہدیؑ کا اپنی پیدائش۔ زمانہ بعثت اور مقصد بعثت کے لحاظ سے جمعہ کے دن سے ایک گہرا اور اٹل رشتہ ہے۔ چنانچہ اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے خود سیدنا حضرت امام مہدیؑ علیہ السلام نے فرمایا:-

”اور نبیوں کا اس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہوگا۔ کیونکہ وہ سب سے آخر ہے۔ جیسا کہ آدم سب سے اول تھا۔ اور آدم چھٹے دن جمعہ کی آخر ساعت میں پیدا ہوا اور چوتھے دن کا ایک دن وکیل کے ہزار سال کے برابر ہے اسے شاہدیت خدا نے مسیح موعود کو ششم ہزار کے اخیر میں پڑا کیا گویا وہ بھی دن کی آخری ٹکڑی ہے۔ اور چوتھے اول ہے۔ آخر میں ایک نئی بعثت ہو رہی ہے اس سے مسیح موعود کو خدا نے آدم کے رنگ پر پیدا کیا۔ آدم جو پائیدار ہوا تھا اور بروز جمعہ پیدا ہوا تھا اسی طرح یہ عاجز بھی جو مسیح موعود سے جوڑا پیدا ہوا اور بروز جمعہ پیدا ہوا۔“

(لیکچر سیریا کوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۲۰۹) قرآن مجید کی سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو

بعثتوں کا فرق پایا ہے کہ آپ کی ایک بعثت تمہارا میں ہوئی یعنی عرب میں اور آپ کا دوسری بعثت آخر میں ہوئی مقتدر تھی جو اسی صحابہ سے نہیں ملے تھے۔ جیسا کہ آیت ”وَأَخْرَجْنَا مِنْهُمْ لَكِنَّا يَكْفُرُوا بِهِمْ“ (جمعہ ۲۰) سے ظاہر ہے۔ گویا آپ کی پہلی بعثت میں تکمیل ہدایت کا اہم کام سر انجام پایا۔ اور آپ کا دوسری بعثت جو آپ کے غلام۔ امتی اور بروز جمعہ امام مہدیؑ کے ذریعہ مقرر تھی اس میں تکمیل اشاعت ہدایت کا اہم کام سر انجام پانا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرین میں بعثت ہونے والے امام مہدیؑ کی عظیم الشان شخصیت دونوں کو طمانے والی یا جمع کرنے والی تھی۔ علاوہ انہی امام مہدیؑ کا ایک اہم کام تمام اقوام عالم کو دین واحد پر جمع کرنا بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

(سورۃ توبہ: ۳۳۔ سورۃ صف: ۱۰)

یعنی وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ ان کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

سورۃ الفتح آیت ۲۹ کا بھی یہی مضمون ہے سوائے اس کے کہ آیت ”یَوْمَ يَكْفِيُ بِاللَّهِ اثْنَيْ عَشَرَ نَفِيسًا“ کے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ خدا نے بڑھ کر اور کوئی قابل اعتماد گواہ نہیں ہے۔ یعنی ادیان عالم پر غلبہ ہونا پتھر کی گیر ہے ایک ایسا اتحاد ہے جو لازماً رونما ہو کر رہے گا۔ جسے دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکے گی۔ گویا سورۃ البقرہ میں امام مہدیؑ کی بعثت اور جمعہ کی عظمت و اہمیت کا بیان اور سورۃ صف میں امام مہدیؑ کے ذریعہ تمام اقوام و ادیان عالم کو دین واحد پر جمع کرنے کی پیشگوئی ہے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ کا جمعہ اور جمعہ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”ہم ابھی تک چکے ہیں کہ تکمیل ہدایت کا دن چھٹا دن تھا لیکن جمعہ۔ اس نئے رعبیت تنازعہ کے لحاظ سے تکمیل اشاعت ہدایت کا دن بھی چھٹا دن ہی قرار دیا گیا۔ یعنی آخر الف ششم ہر خدا کے نزدیک دنیا کا چھٹا دن ہے جیسا کہ اس وعدہ کی طرف اشارہ آیت ”لِيُظْهِرَهُ“

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ اشارہ فرماتی ہے۔ اور اس چھٹے دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواہ رنگ پر ایک شخص جو منظر تخلیقات احمدیہ اور جمعہ تھا بعوضہ فرمایا گیا۔ تاہم اشاعت ہدایت قرآنی اس منظر تمام کے ذریعہ سے ہو جائے۔ غرض خدا تعالیٰ کی حکمت کا طرہ نے اس بات کا التزام فرمایا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی چھٹے دن ہوئی تھی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت قرآنی کے لئے الف ششم مقرر کیا گیا جو موجب نص قرآنی چھٹے دن کے حکم میں ہے۔ اور جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن جمعہ تھا ایسا ہی ہزار ششم میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کا مفہوم مخفی ہے۔ یعنی جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصہ تمام مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرنا ہے اور تفرقہ کو درمیان سے اٹھا کر اچھا کرنا ہے صورت مسلمانوں میں پیدا کر دیتا ہے یہی خاصیت الف ششم کے آخری حصہ میں ہے۔ یعنی وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ اسی وقت اے خدا دی کا پروردگار ایسے زور میں ہوگا کہ بہت دور افتادہ دلوں کو بھی خدا کی طرف کھینچ لے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اسی آیت میں ہے کہ ”وَنُفِخُ فِي الصُّورِ نَجْمًا هُمْ جِئْتُمَا“ (الکہف: ۱۰۰) پس یہ جمع کا لفظ اسی روحانی جمعہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔“

(تحفہ کوثر ویر۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۱۱۱)

اسی طرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ نے جو تمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ یہ نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز تمام نعمت ہوا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر تمام نعمت جو ”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ کی صورت میں ہر گاہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا۔ وہ جمعہ اب آئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔۔۔۔۔

یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ ”اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي“ کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ تمام نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں ”وَأَخْرَجْنَا مِنْهُمْ لَكِنَّا يَكْفُرُوا بِهِمْ“ کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروز رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے۔ تمام نعمت کا وقت آج پہنچا ہے۔ لیکن بخوشی یہی جو اس سے آگاہ ہیں۔ اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور محشوں میں اڑتے ہیں۔ مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق بجلی فرمائے گا۔ اور اپنے زور آور جھولے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

آیت کریمہ ”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ کے بارے میں قریباً سارے مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غلبہ اسلام اور دنیا کے تمام لوگوں کو دین واحد پر جمع کرنے کا یہ اہم کام مسیح موعود اور امام مہدیؑ کی ذات سے وابستہ ہے۔ چنانچہ تفسیر قوطبی میں لکھا ہے:-

”قَالَ الْوَهَّابِيُّ وَالصَّحَّاحُ هَذَا عِنْدَ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ السُّدِّي ذَٰلِكَ عِنْدَ خُرُوجِ الْهَيْدَى“ (تفسیر قرطبی جزو نمبر ۸ سورۃ توبہ زیر آیت ۱۱) یعنی حضرت ابوہریرہ اور صحابہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا، نزول مسیح کے وقت پورا ہوگا۔ اور سدی کہتے ہیں کہ ظہور مہدیؑ پر یہ وعدہ پورا ہوگا۔ (یاد رہے کہ مسیح اور مہدیؑ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں دُرُ الْاَلَك الْاَلَك شخص نہیں ہیں)

تفسیر روح المعانی الجزء العاشر سورۃ توبہ صفحہ ۷۷ زیر آیت ۱۱ لکھا ہے:-

”وَذَٰلِكَ عِنْدَ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ“ نیز لکھا ہے:-

”وَقِيلَ اِنَّ تَامَ هَٰذَا الْاَعْلَا عِنْدَ نَزُولِ عِيسَى“

(روح المعانی جزو ۲ سورۃ الفتح زیر آیت ۱۱) یعنی اکثر مفسرین اس امر کے قائل ہیں کہ یہ وعدہ مسیح موعود کے زمانہ میں پورا ہوگا۔

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:-

(عربی سے اردو ترجمہ)۔۔۔



”حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اس آیت میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرے گا۔ اور اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے وقت میں ہوگی اور وہی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ ہمہدی موعود کے زمانہ میں ہوگا۔“

(تفسیر رازی ج ۲ ص ۱۹۷ تفسیر سورہ توبہ ص ۱۷۱) اسی آیت کو کبریا کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید بالاکوٹ فرماتے ہیں کہ۔۔۔

”ظاہر ہے کہ دین کی ابتداء حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی لیکن اس کا اتمام مہدی کے ہاتھ پر ہوگا۔“

(ترجمہ از فارسی۔ منصف امامت صفحہ ۱۳۷) آئینہ ادب۔ چونکہ قیامہ۔ انارکلی لاہور ۱۹۹۶ء) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ خال یخروج قَائِلُنَا أَهْلُ الْبَيْتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (بخاری الاوار جلد ۱۳ ص ۱۳۷)

کہ ہمارا مہدی جمعہ کے دن نکلے گا۔ اور جیسا کہ ابتداء میں مہر احست کی جا چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہزار ہہتم میں ہوئی اور یہ حسین اتفاق ہے کہ حضرت آدم کی طرح آپ کی پیدائش بھی جمعہ کے دن ہوئی۔

علاوہ ازیں امام مہدی کے ناموں میں سے ایک نام جمعہ بھی ہے۔ جو پہلے سے ہی مذکور چلا آتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے (ترجمہ از فارسی)۔۔۔

”جمعہ مہدی علیہ السلام کے مبارک ناموں میں سے ہے یا آپ کی ذات شریف سے کنایہ ہے یا اس نام سے موسم ہونے کی وجہ اس کا لوگوں کو جمع کرنا ہے۔۔۔۔۔ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ میرا بیٹا ہے (یعنی امام مہدی جس کا نام جمعہ ہے وہ میرا روحانی بیٹا ہے۔ تعلق) اور اسی کی طرف اہل حق اور عبادت لوگ جمع ہوں گے۔۔۔۔۔ وہ تمام دینوں کو ایک دین پر جمع کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر اتمام نعمت کرے گا اور حق کو اس کے ذریعہ ظاہر و ثابت اور باطل کو جو کرے گا۔ اور وہ مہدی ہے جس کی تمہیں انتظار ہے۔“

(انجم الثاقب جلد اول مؤلف مولانا ابوالحسنات محمد عبد الغفور رشتہ بھری) چنانچہ تکلیف اشاعت ہدایت کا دور جب حضرت امام مہدی کی بعثت سے شروع ہوا تو خدا تعالیٰ کی تقدیر نے نئی نئی ایجادات و اختراعات اور ذرائع رسل و رسائل کے ذریعہ پوری دنیا کو ایک شہر کی مانند بنا کر شروع کر دیا۔ ایک ملک کے دوسرے ملک سے اور ایک براعظم کے دوسرے براعظموں کے ساتھ نہایت قریبی تعلقات قائم ہوتے چلے گئے۔ اور اس کے نتیجے میں اقوام و غلبہ اسلام اور اتحاد و اجتماع اقوام عالمی منصوبہ میں پیدا ہوئیں پیدائش

اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مقدس جماعت جماعت احمدیہ نے ان ذرائع اور ہدایات سے پورا پورا استفادہ کرتے ہوئے دنیا کے سرِ اعظم میں اشاعت اسلام کی ہم کاجالی پھیلا دیا اور بفضلہ تعالیٰ آج دنیا کے ۱۲۰ ملک میں جماعت احمدیہ کے فعال مشن تکمیل اشاعت ہدایت کے اہم فریضہ کو انجام دینے کے لئے رات دن مجاہد کر رہے ہیں جس سے اقوام عالم ایک وسیع اور عالمگیر برادری میں شمول ہو کر امام مہدی اور یوم الجمعہ کے گہرے اور اوثق رشتہ کے تحت ”جمعہ“ کی پیشگوئی کو پورا کر رہی ہیں۔ اور اس تعلق میں ایک اہم اور عظیم الشان پیش رفت اس وقت ہوئی جب سٹیلائٹ کے ذریعہ امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات جمعہ ٹیلی کاسٹ کرنے کی ہم کا آغاز فرمایا اور نہ صرف خطبات جمعہ بلکہ جلسہ لائو قادیان دسمبر ۱۹۹۲ء کے موقع پر اختتامی اور اختتامی خطابات ٹیلی کاسٹ کر کے ایک عالمگیر جلسہ لائو کی بنیاد عملی طور پر رکھ دی ہے۔ کیونکہ اس سے قبل اگرچہ قادیان اور ربوہ کے جلسہ لائو میں دنیا کی متعدد اقوام کے نمائندے شامل ہو کر جمعہ کا نظارہ پیش کرتے تھے۔ لیکن گزشتہ سال کے جلسہ لائو قادیان میں نہ صرف مختلف اقوام و ممالک کے نمائندے ہی شامل ہوئے بلکہ قادیان کے لئے لندن میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں حضور انور کے خطابات کو نہ صرف قادیان کے جلسہ میں شامل ہونے والے نمائندوں نے سنا اور دیکھا بلکہ دنیا کے چار بڑے براعظموں کے افراد بھی براہ راست ان سے استفادہ کرتے ہوئے عملاً اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور یہ جمعہ کا نظارہ ایسا حسین اور حیران کن تھا کہ دن کے ۲ گھنٹوں میں سے ہر پہر میں ساری دنیا پر محیط ہوا تھا۔ علاوہ ازیں رمضان المبارک میں حضور انور کے درس القرآن ہفتہ اور اقلاد کو جو ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں وہ بھی جمعہ اقوام کا ایک پہلو ہے۔ گویا اس سال کے رمضان کو بھی ایک عالمی اجتماع کا رنگ حاصل ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ اور یہ سب کوئی اتفاقی حادثات یا محض دنیوی اسباب نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر دنیا کو اس طرف لارہی ہے اور اس کے بارے میں بہت پہلے سے بزرگان سلف نے بھی تصریحات کر دی تھیں کہ امام مہدی کے زمانہ کی یہ علامتیں ہیں تاکہ اہل بعثت حق اور صداقت کو شناخت کر سکے، ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں اور دینی اور دنیوی برکات حاصل کر سکیں۔

چنانچہ صاحب انجم الثاقب نے ظہور مہدی کی ایک علامت پر بھی لکھی ہے کہ اس کے ماننے والے مشرق میں ہوں گے مگر وہ مغرب والوں کو دیکھیں گے۔ (ترجمہ از فارسی) چنانچہ صاحب انجم الثاقب نے ظہور مہدی کی ایک علامت پر بھی لکھی ہے کہ اس کے ماننے والے مشرق میں ہوں گے مگر وہ مغرب والوں کو دیکھیں گے۔ (ترجمہ از فارسی) چنانچہ صاحب انجم الثاقب نے ظہور مہدی کی ایک علامت پر بھی لکھی ہے کہ اس کے ماننے والے مشرق میں ہوں گے مگر وہ مغرب والوں کو دیکھیں گے۔ (ترجمہ از فارسی)

چنانچہ صاحب انجم الثاقب نے ظہور مہدی کی ایک علامت پر بھی لکھی ہے کہ اس کے ماننے والے مشرق میں ہوں گے مگر وہ مغرب والوں کو دیکھیں گے۔ (ترجمہ از فارسی)

”شیخ ہبیل فضل بن شاذان نے اپنی نبییت میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا ضرورت ہے کہ مومن امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا۔ وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہے وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہے۔“

(انجم الثاقب جلد اول ص ۱۷۱)

پس مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ اب ہم اہل مشرق اپنے پیارے آقا اور دیگر بھائیوں کو جو مغرب دنیا میں ہیں بذریعہ ٹیلی ویژن دیکھ رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب جماعتی سطح پر ایسا انتظام بھی ہو جائے کہ اہل مشرق و مغرب دونوں ایک دوسرے کو ایک ہی وقت میں دیکھ اور سنی سنی گئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا شاہ فریح الدین صاحب ابن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی کتاب ”قیامت نامہ“ کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں (فارسی سے اردو ترجمہ)۔۔۔

”بعثت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات غور سے سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے۔“

کتاب ”مہدی موعود“ جلد سیزدہم بخار الانوار ص ۱۱۸ پر لکھا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں (عربی سے اردو ترجمہ)۔۔۔

”ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کے قانون کی شہنائی اور بینائی کو بڑھا دے گا۔ یہاں تک کہ لوں محسوس ہوگا کہ گویا امام قائم اور ان کے درمیان ایک برید (بارہ میل) کے برابر فاصلہ رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ اس سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے بھی۔ جبکہ وہ امام اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا۔“

اسی طرح امام باقرؑ نے فرمایا کہ۔۔۔

”حضرت امام مہدی کے نام پر ایک مراد کی کرنے والا آسمان سے مہادی کرے گا۔ اس کی آواز مشرق میں رہنے والوں کو بھی سنے گی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی۔ یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اٹھے گا۔“

پس مواصلاتی سیارے کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ کا ٹیلی کاسٹ ہونا خدا تعالیٰ کی تقدیر

کا واضح اشارہ ہے کہ اس آواز کو جس قدر جی دہانے کی کوشش کی جائے گی وہ آواز دہانے کی بجائے پہلے سے کہیں زیادہ قوت کے ساتھ اُبھرے گی۔ اور جس تبلیغ کے دروازے مخالفین نے بند کر دیئے ہیں، اب ان خطبات جمعہ کے ذریعہ یہ تبلیغ بلا روک ٹوک گھر گھر پہنچے گی۔ اور مخالفین دانت ہی پیستے رہ جائیں گے۔ کیونکہ ان کے مقدر میں سوائے حسرت اور ناکامی کے اور کچھ نہیں۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صداقت احمدیت کے اس عظیم الشان نشان اور تمایاں اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔۔

”یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے۔ دنیا کو ان ذرائع سے جمع کرنا اور دین میں جمع کرنا اور خطبہ کے ذریعہ اور جمعہ کے دن جمع کرنا یہ وہ سارے مقدمات ہیں جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے اور ان آیات کریمہ سے ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یعنی سورہ جمعہ۔ سورہ صف۔ سورہ توبہ اور سورہ فتح کی ان پیشگوئیوں سے ہے جن کا مظہر آج دنیا میں صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام یعنی جماعت احمدیہ ہے۔ اور یہ ایسا اعزاز ہے جو مل چکا۔ اور دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس اعزاز کو جماعت احمدیہ سے چھین نہیں سکتیں۔ ایسی سعادت ہے کہ جس کے حصے آگئی، جسے خدا نے عطا فرمادی وہ اب دنیا کی تمام عظمتیں رکھنے والی سلطنتیں بھی مل کر چاہیں تو اب اس سے چھین نہیں سکتیں۔ جو سبقت جماعت کو نصیب ہوگئی وہ نصیب ہو گئی۔ اور اب ان کے لئے تو اگر وہ ظالم ہیں اور دشمنی رکھتے ہیں تو سر پیٹنے اور واہلا کرنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء) بخار الانوار ص ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء ص ۱۷۱ اللہ تعالیٰ مخالفین احمدیت کو بصیرت عطا فرمائے کہ وہ اپنی ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ایک طرف اپنے مخالفانہ کردار کا اور دوسری طرف احمدیت کی عظمت و صداقت کا موازنہ کر سکیں۔ اتمام حیلان حقیقت میں امت و احدہ بن کر ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء) بخار الانوار ص ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء ص ۱۷۱ اللہ تعالیٰ مخالفین احمدیت کو بصیرت عطا فرمائے کہ وہ اپنی ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ایک طرف اپنے مخالفانہ کردار کا اور دوسری طرف احمدیت کی عظمت و صداقت کا موازنہ کر سکیں۔ اتمام حیلان حقیقت میں امت و احدہ بن کر ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ آمین۔



# حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ہمدردی انسانیت

## افس

### ہمدردی بنی نوع انسان

از مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب

”ہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض  
بلکہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس  
چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور  
فہمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا“  
یہ ہیں وہ الفاظ شرائط جو مسیح احمدیہ  
میں داخل ہونے کے لئے بطور نویں شرط  
مقرر ہیں۔ قیام جماعت سے پہلے حضرت  
مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار  
۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو شائع فرمایا۔  
اور دس شرائط تحریر فرمائے جن پر  
عمل کرنے کا اقرار کر کے ہی کوئی  
شخص جماعت احمدیہ میں داخل ہو سکے  
گا یعنی کوئی سچی اُمت نہیں ہو سکتا  
جب تک اس شرط پر عمل نہ کرے۔  
ظاہر ہے کہ جس کثرت سے ایسے  
افراد پھیلتے چلے جائیں گے مخلوق خدا  
اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کرنے  
والے لوگوں کا اضافہ ہوتا جائے گا  
اور ایسا مباشرہ پیدا ہوگا اور ایسی  
حکومت کا قیام ہوگا جن کے دلوں  
سے ہمدردی بنی نوع پھوٹے گی۔  
انبیاء علیہم السلام لوگوں کو انسانیت  
کا سبق دینے آتے ہیں خود ان کے  
دلوں میں بھی ہمدردی انسانیت کوٹ  
کوٹ کر بھری جاتی ہے اور وہ  
ان کو روحانی و جسمانی دکھوں میں  
مبتلا دیکھ کر بے چین رہتے قرار  
ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو اس  
کے دور کرنے کے لئے اپنی تمام  
طاقتوں کو خرچ کرتے ہیں تو دوسری  
طرف ان کی بھلائی و بہبود کے  
لئے خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے  
ہیں۔

”بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلک  
با خضع نفسك الا بکونوا مومنین“  
پس وہ شخص جو اپنے روحانی خلق  
کی بنیاد میں تمام مخلوق کے ساتھ  
دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک  
کرے گا اور ہر جہت سے فائدہ  
پہنچانے کی کوشش کرے گا اس

کا اپنا نمونہ کیسا اعلیٰ و شاندار ہوگا  
چنانچہ آپؐ نے بتاتے ہیں  
”میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں  
اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات  
ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی  
میرا دشمن نہیں ہے میں بنی  
نوع انسان سے ایسی محبت  
کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ  
مہربان اپنے بچوں سے کرتی  
ہے بلکہ اس سے بڑھ کر  
میں صرف ان باطل عقائد کا  
دشمن ہوں جن سے سچائی  
کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی  
ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ  
اور شرک اور ظلم اور ہر ایک  
بد عملی اور نا انصافی اور باخلاق  
— سے بیزاری میرا اصول۔“  
(اربعین)

آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی  
ہمدردی میں گزرتا تھا۔ آپؐ شدید  
دشمنوں کی تکلیف  
سے بھی پریشان نہ ہوتے۔  
پنڈت لیکھرام کے مرنے پر فرمایا:  
”ہمارے دل کی اس دقت تجیب  
دالت ہے درد بھی ہے اور خوشی  
میں۔ اور اس لئے کہ اگر لیکھرام  
رجوع کرتا اگر زیادہ نہیں تو اتنا  
ہی کہ تاکہ وہ بد زبانوں سے  
باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم  
سہمہ کہ میں اس کے لئے دعا  
کرتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ  
اگر اس کے زخم ایسے ہوتے  
کہ وہ کچھ بڑھ کر بھی کیا جا چکا  
ہوتا تب بھی وہ بچ جاتا  
اور زندہ رہتا۔“

(سراج منیر ص ۲۴)  
قادیان کے ایک صاحب لالہ بڑھا  
مل بہت کٹر قسم کے آریہ تھے اور  
حضورؐ کی مخالفت میں ہمیشہ پیش  
پیش رہتے۔ جب حضورؐ نے منار  
کی بنیاد رکھی تو قادیان کے ہندو

بھائیوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپر  
سے شکایت کی کہ مینار کی تعمیر  
روک دی جائے۔ کیونکہ اس  
سے ہماری بے پردگی ہوگی۔ ڈپٹی  
صاحب نے یہ درخواست  
جسٹریٹ علاقہ کے پاس رپورٹ  
کے لئے بھجوا دی یہ ڈپٹی صاحب  
قادیان آئے اور حضورؐ سے منار  
کی تعمیر کے متعلق دریافت کیا  
حضورؐ نے فرمایا کہ میرا مقصد میر  
و تفریح و تمانت نہیں بلکہ دینی  
غرض کے لئے بنا یا ہے۔ اور  
بھی گفتگو ہوئی آخر ہر آپؐ نے  
ڈپٹی صاحب سے فرمایا کہ یہ  
لالہ بڑھا مل (اپنے ساتھیوں کے  
ساتھ) بیٹھے ہیں آپؐ ان سے  
پوچھیں کہ انکی ایسا ہوا ہے کہ میر  
لئے ان کو فائدہ پہنچانے کا کوئی  
موقعہ پیدا ہوا ہو اور میں نے  
ان کی امداد میں دریغ کیا ہو اور  
پھر ان سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا  
کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے نقصان  
پہنچانے کا انہیں کوئی موقعہ  
پیدا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے  
رکے ہوں حافظہ روشن علی صاحب  
بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت  
لالہ بڑھا مل پاس بیٹھے تھے مگر  
شرم اور ندامت کا وجہ سے  
انہیں حیرت نہ ہوئی  
کہ حضورؐ کی بات کا جواب دینا  
تو درکنار حضورؐ کی طرف آنکھ  
اٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔ انسانی  
ہمدردی کی یہ شاندار مثال ہے  
حضورؐ کے چچا زاد بھائیوں نے  
ایک بار حضورؐ کی ایڑا رسائی کے  
لئے مسجد مبارک کے رستہ میں  
دیوار کھینچ دی اور نمازیوں اور ملاقاتیوں  
کا رستہ بند ہو گیا اور سخت مہبت  
کا سامنا ہوا لاجدار اس مصیبت  
کو دور کرنے کے لئے قافری  
چارہ جوئی کرنا پڑی جسے عرصہ

تک مقدمہ چلتا رہا بالآخر حضورؐ  
کے حق میں فیصلہ ہوا اور دیوار گرا  
دی گئی اور وکیل نے حضورؐ کی  
اجازت کے بغیر ہی مخالفین پر  
خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے ترقی  
کا حکم جاری کر لیا۔ آپؐ کے  
بھائیوں نے لجاجت سے جرا  
ہوا ایک خط آپؐ کی خدمت  
میں تحریر کرتے ہوئے لکھا کہ  
بھائی ہو کہ ہمیں کیوں ذلیل کرتے  
ہو جب حضورؐ کو ان حالات کا علم  
ہوا تو آپؐ وکیل پر سخت خفا  
ہوئے کہ میری اجازت کے  
بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی ہے  
اسے فوراً واپس لو اور اپنے  
بھائیوں کو خط لکھا کہ آپؐ بالکل  
مطمئن نہیں ترقی نہیں ہوگی یہ  
ساری کاروائی میرے علم کے  
بغیر ہوئی ہے۔

سیٹی غلام نبی صاحب بیان  
کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضورؐ  
کی ملاقات کے لئے قادیان آیا  
سردی کا موسم تھا کچھ بارش بھی  
ہو رہی تھی جب رات کو کھانا  
کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر  
گئی ۱۲ بجے کے قریب کسی نے  
میرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا  
میں نے کھولا تو دیکھا کہ حضورؐ کھڑے  
ہیں ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا  
گلاس اور دوسرے میں لائین  
ہے میں حضورؐ کو دیکھ کر گھبر گیا آپؐ  
نے بڑی شفقت سے فرمایا  
کہ میں سے دودھ آگیا تھا میں نے  
کہا کہ آپؐ کو دے آؤں آپؐ یہ پی  
لیں شاید آپؐ کو دودھ کی حاجت  
ہوگی۔ اس لئے یہ دودھ آپؐ کے  
لیئے لے آیا ہوں۔ سیٹی صاحب  
کہتے ہیں کہ میری آنکھوں میں آنسو  
آگئے کہ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح  
اپنے ادنیٰ خادموں تک سے ایسی  
دلہاری کرتا ہے۔ اور ان کی راحت  
کے لئے کس قدر تکلیف اٹھاتا  
ہے۔

ایک بار حضورؐ چہل قدمی سے  
واپس آکر مکان میں داخل ہوا ہے  
تھکے گیس سال نے دور سے  
سوال کیا مگر اس وقت ملنے والوں  
کی آوازوں میں سال کی آواز گم  
ہو گئی حضورؐ اندر چلے گئے تھوڑی  
دیر کے بعد حضورؐ کے کانوں میں  
اس کی دھجھکی آواز (باقی ص ۲۵)



# ہوجس کے منتظر تم وہ نہ آئے قیامت تک

مکرم مولوی مبشر احمد صاحب مبلغ نیپال

چند روز قبل مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتاب ”موقف نبوت“ کے مطالعہ کا موقع ملا جس میں اکثر واقعات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہیں یہاں پر صرف دو واقعات کا ذکر افادہ عام کے لئے کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس سے مولانا کے عالم قرآن ہونے کا پتہ چلتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا موصوف مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں ”یہی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے لئے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر۔ اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر“

جبکہ قرآن کریم یہ فیصلہ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص جو نبی مدعی نبوت ہو اور کوئی آدمی اس کو نبی تسلیم کرے تو وہ ہرگز کافر نہیں۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُفِّرْ كَافِرًا فَأَعْلِمِمْ كَذِبَهُ إِنَّ إِلَهُكُمُ صَادِقٌ لِّبِكُمْ لَبِئْسَ الَّذِي كَيْدُكُمْ (المومن رکوع ۴ آیت ۲۹)

ترجمہ :- اور آل فرعون میں سے ایک شخص جو ایمان نہ کرتا مگر اپنا ایمان چھپاتا تھا اس نے کہا اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو صرف اس لئے مارتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے نہایت ہی لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو اس سے کبھی ہولی بعض انذار پریشگوئیوں تمہارے متعلق پوری ہو جائیں گی۔ اِنَّا نَشْفَعُ لَكَ فِيهِ مَنْ هُوَ مُسْتَضَرٌّ

کذاب۔ اللہ حارس ہے بڑھے ہوئے اور بہت جھوٹ بھولنے والے کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ مولانا صاحب مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۶۹ پر جو قرآن کریم کے سراسر خلاف بات لکھ رہے تھے خدائے تعالیٰ کی عجیب قدرت دیکھیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہمیں آج سے چودہ سو سال قبل سورہ المومن کی آیت نمبر ۲۹ میں بڑے زوردار الفاظ میں اس کا جواب دے دیا ”وَإِنْ يَكُفِّرْ كَافِرًا فَأَعْلِمِمْ كَذِبَهُ إِنَّ إِلَهُكُمُ صَادِقٌ لِّبِكُمْ لَبِئْسَ الَّذِي كَيْدُكُمْ“ کہ اگر کوئی شخص جو نبی مدعی نبوت ہو تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا کہ نہ کسی اور پر اور اس کے سچا ہونے کی صورت میں تمہیں وہ کچھ ملے گا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔

چونکہ مولانا جھوٹ اور دروغ گوئی میں حد اعتدال سے تجاوز کر رہے تھے اس لئے خدائے تعالیٰ نے پہلے ہی سے یہ فیصلہ فرما کر کہیں کبھی نہیں سرف اور کذاب کو کامیاب نہیں کیا کرتا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے

یا الہی تیرا فرماں ہے کہ اگر عالم ہے جو ضروری تھا وہ سب اس میں آگیا تھا دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ مودودی صاحب نے وہ احادیث جن میں مسیح موعود کی آمد ثانیہ کا ذکر ملتا ہے ان کو اکٹھا کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ مسیح جو آج سے دہزار سال قبل اس دنیا میں تشریف لائے تھے اس زمانے میں بھی وہی مسیح صرف اور صرف دجال کو قتل کرنے کے لئے تشریف لائیں گے مولانا موصوف مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۷۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

”اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاجواب ہے کہ وہ (مسیح) وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھالائے

پر قادر ہے ورنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔

جہاں تک خدائے تعالیٰ کی قدرت کا سوال ہے اہم اس بات کو ماننے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ہمیں اس سے انکار نہیں۔ مگر خدائے تعالیٰ کی قدرت کے کچھ قوانین ہیں جو آج قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔ مولانا کی مذکورہ بالا عبارت کہ ”بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھالائے پر قادر ہے“ یہ بات سراسر قانونی قہریت کے خلاف ہے اور ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ه لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (المومن آیت ۱۰۰-۱۰۱)

اور اس وقت جب ان میں سے کسی کی موت آجائے گی تو وہ کہے گا اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں اس جگہ جس کو میں چھوڑ کر آگیا ہوں (یعنی دنیا میں) مناسب حال بن کر دوں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ یہ صرف ایک منہ کے بات ہے جسے وہ کہہ رہے ہیں اور ان کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے (یعنی وہ دنیا کی طرف زندہ کر کے کبھی لوٹائے نہیں جائیں گے)۔

قرآن کریم کی یہ آیت کسی تشریح کی محتاج نہیں ان آیات میں خدا تعالیٰ نے کھولی کر بیان کر دیا کہ مرنے کے بعد کوئی انسان اس دنیا

میں دوبارہ واپس نہیں آئے گا۔ ممکن ہے مولانا کا اہم خیال علماء یہ کہیں کہ مذکورہ بالا آیت تو کفار اور فجار کے متعلق ہے کہ وہ چاہیں گے کہ دوبارہ دنیا میں جا کر نیک اعمال بجا لائیں۔ لیکن اللہ ان کو موقع نہیں دے گا۔ لیکن نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ہے تو جسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب جنگِ اُسد میں شہید ہو کر خدا کے حضور حاضر ہوئے تو اللہ نے ان سے پوچھا کہ اے جابر تو بتا تیری کیا خواہش ہے عرض کیا اے اللہ میری پسینہ خواہش ہے کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے اور میں پھر تیری راہ میں شہید کیا جاؤں تیری راہ میں جان دینے میں عزائم ہے وہ کسی چیز میں نہیں۔ اللہ نے فرمایا اے جابر اہم تیری خواہش پوری نہیں کر سکتے۔ اسی لئے کہ ہمارا قانون ہے کہ مرنے والے پھر دنیا میں واپس نہیں جاتے۔ فرمایا: ”قَدْ سَبَقَ الْقَوْلُ سَنِي أَنَّهُمْ لَا يُرْجَعُونَ“۔

اب مولانا صاحب اور ان کے اہم خیال علماء بتائیں کہ قیامی حدیث ”لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ“ کہ وہ اللہ کی آیات کے بعد کن باتوں پر ایمان لائیں گے۔

قرآن پاک نے بتلایا کہ مر گیا عیسیٰ نہ مر کر اے کا کوئی نبی اور نہ کوئی عیسیٰ مذکورہ بالا آیت اس میں مولانا صاحب یہ بات بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار سال تک زندہ رکھے۔ یہ بات بھی کلام اللہ کے مخالف ہے کیونکہ خدا تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے فیما تحیون و فیما تموتون (سورہ اعراف آیت ۸۵) کہ اسی زمین پر ہم زندہ رہو گے اور اسی پر تمہیں موت آئے گی ہمیں کسی اور جگہ پر رکھنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

ان حوالہ جات سے صرف یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مولانا کا تحریر میں حق بات کسی حد تک پائی جاتی ہے بلکہ انکی علیحدت کا بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جس سے ان کی تحریرات سے ہی یقین اٹھ جاتا ہے۔ آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا یاؤ گے تو تمہیں طور سنی کا بتایا اہم نے آخر یہ میں مولانا کے اہم خیال علماء اور دوسرے لوگوں کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں



# جماعت احمدیہ کے عقائد

سیدہ مقتدرۃ النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھو بنی شہور (ارلیس)

احمدیت اس مذہبی تحریک کا نام ہے جس کی بنیاد حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک باقاعدہ جماعت کی صورت میں ۱۸۸۹ء بمطابق ۱۳۰۶ھ میں خدا کے حکم سے رکھی تھی۔

جماعت احمدیہ کے عقائد ہمارا کلمہ توحید و رسالت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ ہماری آخری تشریفی کتاب جو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے تاقیامت ہدایت کے لئے آئی ہے قرآن مجید ہے۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین صدق دل سے مانتے ہیں بہتر ہے کہ حضرت سیدنا مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام باقی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں آپ اور آپ کی جماعت کے عقائد ملاحظہ فرمائیے جو آپ بارہا اپنی مختلف کتابوں میں تحریر فرما چکے ہیں۔

”مجھے اللہ جل و شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میرا عقیدہ ہے اور و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قہیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودے کے برخلاف نہیں۔“

(کرامات الارادین ص ۲۵) پھر اپنی کتاب ایام الصلح میں تحریر فرماتے ہیں۔

”جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکور بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک قرآن اور احکامات کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے ہر گزشتہ ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزم ہم پر لگایا ہے وہ نقوی اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سیدہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود اپنے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ وَالْمُفْسِدِیْنَ (ایام الصلح ص ۲۵) اور فرماتے ہیں۔

”ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو صراط مستقیم سے جھکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ شریعت بنائی۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف

اور رسول اللہ کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کو کھولنے کی کوئی اور کنجی ہے ہی نہیں بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا۔ وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں اور اور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔“

(ملفوظات ص ۷۹) اور فرماتے ہیں۔

”ہماری جماعت کو چاہیے کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے خدا نے ان کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے جاعل الذین اتبعوا فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ۔ سب بہتر یہ جماعت ہے جس نے ہم کو دیکھا۔ اور ہماری باتوں کو سنا خدا کے طرف رجوع کر کے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف آتا ہے وہی حقیقی

عزت حاصل کرتا ہے۔“ (ملفوظات ص ۲۴۴)

اب ایک مومن مسلمان ہونے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر مردہ اسلام کو زندہ کیا اور حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور ان مفاسد کو اسلام سے دور کیا جو خود غرض ملاؤں سے ملا دیئے تھے لیکن افسوس ہے کہ عام طور پر جماعت احمدیہ کے حق لیغین ہمیشہ اس سلسلہ کو بدنام کرنے کے لئے غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں دلائل سے گریز کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیشہ اپنے مقاصد میں ناکام و نامراد ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ اب عالم گیر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اس کی دیکھی جماعت ”جیل المتین“ ہے واسطہ ہے اور اب خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہو چکی ہے اور دوسرے تمام فرقوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں مسلمانوں کا دین دل سے ہیں ختم المرسلین شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں غالب راہ احمد مختار ہیں تم ہمیں دیتے ہو کافراۃ خطاب کیوں نہیں توگو تمہیں خوف عقاب (در شمیم)۔ منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

—۵—

”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انبیاء روح جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور سے ساقی آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا ہی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ گیسے رومانی زندگسے والا نبی سے اور جب ساری اور تقدس سے کے تخت پر بیٹھ والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“

(روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب ص ۱۰۱)

—۵—



## بقیہ صفحہ نمبر ۱۹

گوجی تو اپنے باہر آکر پوچھا ایک سال تک کہاں گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو یہاں سے چلا گیا ہے۔ آپ پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر پھر سائل کی آواز آئی آپ لبیک کہہ باہر آئے اور اس کے ہاتھ میں سچوہ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول)

قادین کے غیر مسلم افراد کی عیادت و خبر گیری کے لئے بھی اکثر اوقات خود بیان کے بلانے پر تشریف لے جاتے۔ چنانچہ لالہ شرمیت داس کے شکم پر جب پھوڑا نکلا تو حضور کو جب اطلاع ہوئی آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ تشریف لے گئے عیادت کی مشورہ دیا اور علاج کے لئے ڈاکٹر کو بھیجا۔

لالہ ملا داس ایک بار روئین کے درمیں مبتلا ہو گئے حضور ایک خادم کے ذریعہ صبح شام ان کی خبر منگواتے اور دن میں ایک بار خود جا کر عیادت کرتے اور علاج بھی کرتے۔

ادھر داس کے کہ حضور اپنے شہر کے رئیس تھے خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بھی لوگوں کے گھروں میں آنا جانا اس طرح درست نہ تھا مگر انسانی ہمدردی میں یہ بات آپ کے تصور میں بھی نہ آئی۔ اور ہمدردی بنی نوع انسان میں اپنے پر اسے کی تمیز بھی نہ کرنے مریضوں کی عیادت و انسانی ہمدردی سے تعلق رکھنے والے بے شمار واقعات ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی ہی ان کاموں میں گزرتی تھی۔ دنیا کو اس دسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے آپ نے ایسے اصول تشریح فرمائے جو آپ زر سے لکھنے جانے کے قابل ہیں حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک کتاب پیغام صلح کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں کو آپسی اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس تعلق میں آپ نے بعض اصول پیش فرمائے۔

۱۔ ہر قوم ایک دوسرے کے نبیوں و شیعوں اور اوتاروں کی عزت کرے۔

۲۔ ایسے امور سے اجتناب کیا جائے جس سے کسی قوم کے مذہبی جذبات کی دل شکنی ہوتی ہے۔

۳۔ ہندو اور مسلمان یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ ایک دوسرے کو اس ملک سے ملا وطن کر دیں گے انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد اور یقین کرتے ہوئے اسی ملک میں بھائیوں کی طرح امن و اتحاد سے رہنا ہوگا۔ خدمت انسانیت کے تعلق میں آپ کی مبارک زندگی کے آخری دنوں کا یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جسے انسانیت کبھی فراموش نہیں کرے گی۔ اس ضمن میں آپ نے نہ صرف ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی خدمت کی بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو یہ حسین تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:۔

”یہ اصول نہایت پیارا اور انجمن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالتے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ وہ عرب میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت و عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیرو کو جن کی سوانح اس تاریخ کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۵۵)

## غالب رہے گا مہدی ہے حکم آسمانی

اسے آواز دے۔ آواز بھی آواز دے۔ دل میں ہے آگ سوزاں۔ وقاد طبع ان کی دربار مصطفیٰ تک اپنی ہو کر رسائی دل کی ہے یہ ڈبائی۔ ہوتی میری رسائی اُمت ہو مصطفیٰ کی۔ اللہ نہیں سنبھالے خوش باش ہوں گے مومن۔ تہنہ تہنہ دے ہیں احمدی خرمال۔ دل میں ہے نورایاں غالب رہے گا مہدی ہے حکم آسمانی ہم آخرین منہم چھا جائیں گے جہاں پر نہ ہوں مصطفیٰ کو ہیں ہم سب جانے والے مٹ جائیں گے جہاں سے ہم کو مٹانے والے

(چوہدری عنایت اللہ احمدی سابق مبلغ مشرقی افریقہ حال لندن)

## نشان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے مردہ دلوں کو تو نے میث بخش ہے جاودانی طفیل تیرے عطا ہوئی ہے ہمیں جہانوں کی پاسبانی ہمیں بلائے ہیں جام تو نے خدا نے واحد کی معرفت کے ہمیں بتائے ہیں داز تو نے خدا نے رحمت کی مغفرت کے رسم و بدعت کی ساری قیدوں سے تو نے ہم کو رہائی بخشی کیا ہمارے دلوں کو روشن فلک کی ہم کو رسائی بخشی یقین کی دولت عطا کی ہم کو دیا خزانہ دعا کا ہم کو نہ تو نے ہرگز خدا سے رشتہ سبق دیا یہ وفا کا ہم کو کیا ہمارے دلوں میں پیدا خدائے واحد کا پیار تو نے عطا محمد کے عشق کا پھر نگہ کو بخشا خدا تو نے ملائے مومن کو فیض جو بھی ہے تیری شفقت تیری عطا ہے ہیں خالی دامن تھا بے نوا تھا یہ میرے آقا تیری دعا ہے

(خواجہ عبدالمومن اوسو ناروے)

## بقیہ صفحہ نمبر ۱۶

روایت حضرت حافظ نور احمد صاحب لدھیانوی (حیات احمد جلد سوم ص ۲۸۷) ترجمہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی، مطبوعہ اصلاوی پریسی حیدرآباد دکن، اگست ۱۹۹۲ء (۹)۔ رسالہ تشیخہ الاذہان قادیان جلد نمبر ۱ ص ۷۷ ایضاً کلام امیر (جنید بر قادیان) ص ۲۷ کالم ۷ (۱۰)۔ (مکمل الفاظ بیعت) تاریخ احمد بیعت جلد ۴ ص ۱۳۷ ناشر ادارۃ المصنفین دہرہ ۱۹۶۳ء (۸)۔ سیرت المہدی جلد ۷ ص ۸۱۷ و جلد ۸ ص ۸۱۷ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (۹)۔ اصحاب احمد جلد چہارم ص ۷۷ مؤلف ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناشر طاہر اکیڈمی لاہور ص ۱۹۹۱۔

وزخواستہ دعا مکرم حمید احمد صاحب لاہوری آف، لندن کا دل کا پریشانی ۲۳ کو ہونا قرار پایا ہے احباب کے صحت کا لہر دعا جلد کے لیے دعا کی التجا ہے (عبداللہ لاہور)



## انجیل احمدیہ: بقیہ ص ۲

اس جہنم میں جب انسان کی بدیوں کو باندھا جاتا ہے تو حقیقت میں اس کا شیطان باندھا جاتا ہے حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا بھل اس کی خاطر ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ روزے اس کے لئے نہیں ہوتے بلکہ وہ میرے لئے ہوتے ہیں۔ اور میں اس کی جسداء و تنابوں یا میں خود اس کی جسداء ہوں۔ روزے تو دھال کی طرح ہیں۔ جب بھی انسان کو روزے کا دن نصیب ہو اس میں وہ بہودہ گوئی سے کام نہ لے اور نہ ہی شور و شر کرے۔ اور اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو اس سے کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بول اللہ کے حضور مشک کی خوشبو سے بھی بہت بہتر ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے اور اس کا دل فرحت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ دوسری وہ خوشی جب وہ اپنے رب کو پالیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمان کہ روزہ میرے لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے کے ذریعہ سے لقاے باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ ملاقات آخرت کے لئے ہی مقدر نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں ملتی ہے۔ کیونکہ آخرت کی ملاقات تو ہر مرنے والے کی ہوتی ہی ہے۔ روزہ کی جسداء خدا خود تب بنتا ہے کہ وہ خود اکھڑا ہو۔ اور خود ملاقات کے لئے اپنے جلو سے انسان پر ظاہر فرمائے۔ حضور انور نے آیت کریمہ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اُجِبُّ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاں .... الخ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اگر تم رمضان کے روزے رکھو گے تو میرا وعدہ ہے کہ میں لقاے کے لئے آجاؤں گا۔ اور رمضان کا آخری مقصد لقاے باری تعالیٰ ہے حضور نے فرمایا کہ ہمارے روزوں کی قبولیت کا نشان یہ ہے کہ رمضان المبارک کے اختتام سے پہلے پہلے ہم اللہ کے جلوؤں کے نظارے دیکھیں۔ قسرب الہی کی لذت محسوس کریں۔ حضور انور نے حدیث نبویؐ ”روزہ دار کے منہ کی بول خدا تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتی ہے“ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ روزہ دار کی قوتِ شامہ بھی روزے کی قربانی میں شامل ہوتی ہے۔ حضور انور نے حدیث نبویؐ ”جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ”دیان“ ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی اور اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو پھر وہ بند کر دیا جائے گا۔“ کی نہایت شاندار تفسیر فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”جو شخص ایک روزہ بھی بغیر شرعی اجازت یا بیماری کے چھوڑتا ہے پھر خواہ وہ زندگی بھر روزہ رکھے اس روزے کی قضا نہیں ہے۔“ حضور نے فرمایا کہ شرعی اجازت یا بیماری کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جائیں اس کے بدلے فدیہ دے کر بعد میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر وہ شرطیں پوری نہ ہوں تو خدا کی طرف سے قضا کی اجازت ہی کوئی نہیں۔ پس اگر روزہ اگر عہد چھوڑا جاتا ہے تو اس کی کوئی قضا ہے ہی نہیں۔

حضور نے حدیث نبویؐ ”ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ روزے تو آدھا صبر ہیں۔“ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا روزہ کے نتیجہ میں انسان کے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ رمضان کھوئی ہوئی طاقتوں کو بحال کر دیتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ روزے نصف صبر ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود طاقت اور قدرت رکھنے کے بھی انسان خدا تعالیٰ کے لئے حلال چیزیں بھی اپنے لئے روزہ میں حرام کر لیتا ہے۔ اور اپنے جذبات پر صبر کے ذریعہ سے قابو پاتا ہے۔

اپنے ایمان افزہ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم خصوصیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے اس مہینہ میں فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی انسان اپنا ہاتھ پھیلائے تو وہ خزانے اب بھی حاصل ہو سکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں مدون ہیں۔ اور اس کا اہم طریق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں خصوصیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں۔

اجاب جماعت اپنے دل و جان سے پیارے آفاقی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعا میں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

## تقریب شادی خانہ آبادی

اجاب جماعت کو نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۹۳ء کو محکم مولوی محمد نسیم خان صاحب ابن محترم محمد سیف خان صاحب، مدرس مدرسہ احمدیہ و نائب ایڈیٹر بدر کی شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ نے تقریب شادی پر اجتماعی دعا کوائی بعد ازاں بارات محترم محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی کے مکان پر گئی جہاں اجتماعی دعا کے بعد دلہن کی رخصتی عمل میں آئی۔ یاد رہے کہ موصوف کا نکاح قبل ازیں یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب نے مبلغ گیارہ ہزار روپے سے محترم پیر عمر بڑہ رابعہ ٹورین بنت محترم ماسٹر رحمت اللہ صاحب منڈاشی آف بھدرواہ (کشمیر) کے ہمراہ مسجد مبارک میں پڑھایا تھا۔ موصوف کے والدین کی طرف سے مورخہ ۲۳ فروری کو دعوتِ دلیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اجاب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے دو خاندانوں کے لئے باعثِ برکت اور ثمرِ ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔ (ادارہ)



## تبصرہ

نام کتاب: ”مرکز احمدیت قادیان“ — مؤلف: محکم مولوی برٹان احمد صاحب طفر بلیغ سلسلہ تاریخ اشاعت: دسمبر ۱۹۹۲ء — قیمت: ۱۵۰/- روپے

تین صد صفحات پر مشتمل دیدہ زیب ٹائٹل۔ کمپیوٹرائزڈ کتابت اور بہترین آئینہ طبعیت والی کتاب ”مرکز احمدیت قادیان“ کو محکم مولوی برٹان احمد صاحب طفر نے بارہ سال کی محنت سے مرتب کر کے بہترین کتابی راہنما مہیا کیا ہے۔ مقدس مقامات کے تاریخی رنگین فوٹوز کے علاوہ قادیان کا نقشہ بھی شامل ہے۔ قادیان کا تاریخی پس منظر، محل وقوع، ابتدائی حالات مختلف مقامات کا تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ تاریخی یادیں یکجا کر کے سادہ اور آسان رنگ میں زائر کے لئے ایسا گائیڈ مہیا کیا ہے کہ وہ اس کتاب کی مدد سے تمام مقدس مقامات کی زیارت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں تقسیم ملک سے قبل آباد ہونے والے مہاجرات اور ان کے نئے نام بھی تفصیل سے درج ہیں۔ قادیان سے نکلنے والے اخبارات و رسائل کا خانے فیکٹریاں وغیرہ عنوانات کی تفصیلی معلومات حصہ اول میں درج ہیں۔ جبکہ حصہ دوم میں ہجرت کا تاریخی پس منظر و حالات سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہما کا سفر، ہجرت اور ہجرت کے بعد کے حالات، تعلیمی و تربیتی ادارہ جات نیز ذیلی تنظیموں کی از سر نو تشکیل و عمارات، قادیان کے بارہ میں حضرت مصلح موعود کے ارشادات اور ان کی آراء نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام کے انقلاب آفرین دور کی نئی ترقیات کی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ الغرض قادیان دارالامان کی تاریخ عمدہ رنگ میں مرتب کی گئی ہے جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

مؤرخ احمدیت محکم مولانا دوست محمد صاحب شاہد رولہ نے فرمایا:۔

”یہ مسودہ بلاشبہ بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب ہوا ہے۔“

محترم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد فرماتے ہیں:۔

”..... ان مذہبی اور تاریخی معلومات کو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے کتب و اخبارات سلسلہ سے کھنگال کر مرتب کرنا جان جو حکم کا کام ہے جو محترم مولوی برٹان احمد صاحب طفر نے محنت شاد سے سرانجام دیا ہے۔“

ہر دو اصحاب کے تبصرہ کے بعد گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اس کی افادیت کے بارے میں مزید کچھ کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو اپنی جناب سے اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ (ادارہ)

## درخواست ہائے دعا

- خاکسار کے پھوپھا محکم سید غلام ربانی صاحب آف جمہور اٹلیسہ چند دنوں سے بیمار ہیں۔ شفا کے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے (سید عزیز احمد قادیان)
- محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ آف سنور تین ماہ سے بواسطہ کینسر بیمار ہیں۔ شفا کے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (باسط رسولی۔ قادیان)

## درخواست دعا

محترم والدہ صاحبہ سید شکیل احمد صاحب آف جمہور پور ریڈھ کی بڑی بڑھ جانے سے شدید تکلیف میں مبتلا ہیں۔ عنقریب آپریشن ہونے والا ہے۔ آپریشن کی کامیابی اور شفا کے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محمد نسیم خان۔ قادیان)



## منظوری مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۳ء کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداروں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو حسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

- ۱۔ نائب صدر صف اول ..... مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد
- ۲۔ نائب صدر صف دوم ..... مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب
- ۳۔ قائد عمومی ..... مکرم مولوی فیض احمد صاحب
- ۴۔ قائد مال ..... مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیتر
- ۵۔ قائد تجنید ..... مکرم محمد شفیع صاحب عابد
- ۶۔ قائد تعلیم ..... مکرم سید شہانت علی صاحب
- ۷۔ قائد تبلیغ ..... مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل
- ۸۔ قائد تربیت ..... مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم
- ۹۔ قائد اشاعت ..... مکرم سید تنویر احمد صاحب
- ۱۰۔ قائد تحریک جدید ..... مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی
- ۱۱۔ قائد وقف جدید ..... مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم
- ۱۲۔ قائد ذہانت و صحت جسمانی ..... مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری
- ۱۳۔ قائد ایثار ..... مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر
- ۱۴۔ آڈیٹر ..... مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف

## منظوری ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت یکم جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء ایک سال کیلئے مندرجہ ذیل ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب کے لئے مبارک کرے۔ اور بہترین رنگ میں ہم سب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

- ۱۔ خاکسار مرزا وسیم احمد ..... ناظر اعلیٰ و صدر انجمن احمدیہ قادیان
- ۲۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ..... ناظر بیت المال خسرچ
- ۳۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ..... ناظر امور عامہ
- ۴۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیتر ..... ناظر بیت المال آمد
- ۵۔ مکرم جمیل احمد صاحب ناصر ..... ناظر تعلیم
- ۶۔ مکرم محمد انعام صاحب غوری ..... ناظر دعوت و تبلیغ
- ۷۔ مکرم منظور احمد صاحب گجراتی ..... وکیل اعلیٰ تحریک جدید - بطور عہدہ تحریک جدید
- ۸۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ..... ممبر
- ۹۔ مکرم شیخ عبدالحجید صاحب عاجز ..... ممبر
- ۱۰۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ..... ممبر بطور عہدہ صدر مجلس انصار اللہ بھارت
- ۱۱۔ مکرم چوہدری محمد عارف صاحب نگلی ..... ممبر بطور عہدہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
- ۱۲۔ مکرم سید فضل احمد صاحب پٹنہ ..... ممبر
- ۱۳۔ مکرم صالح محمد الدین صاحب ..... ممبر - امیر صوبائی آندھرا پردیش
- ۱۴۔ مکرم ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب ..... ممبر - امیر صوبائی اڑیسہ

## QURESHI ASSOCIATES

MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS  
HIGHLY FASHION LADIES MADE UP OF 100% PURE  
LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS  
NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.

MAILING } 4378/4 B MURARI LAL LANE  
ADDRESS } ANSARI ROAD NEW DELHI - 110002 (INDIA)

PHONES:- 011 - 3263992, 011 - 3282843  
FAX:- 91-11-3755121. SHELKA, NEW DELHI.



روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ  
لختہ راجپوت لورز

M/S

PARVESH KUMAR S/O. SH. GIRDHARI LAL  
GOLD SMITH, MAIN BAZAR, QADIAN.

بہترین ذکر لا الہ الا اللہ اور بہترین دُعا الْحَمْدُ لِلّٰہ ہے (ترمذی)

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES  
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339  
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شرفیہ جیولرز

اقصی روڈ - ربوہ - پاکستان

PHONE: 04524 - 649.

پروپر ایٹیٹ :-

منیف احمد کامران

حاجی شریف احمد

SUPER INTERNATIONAL

PHONE NO.  
OFF: 6378622  
RES: 6233389.

(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT  
GOODS OF ALL KINDS)

PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.  
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD  
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

ارشاد نبویؐ

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ  
(بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو)

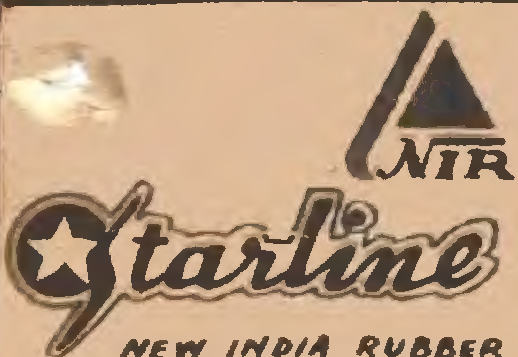
منجانب :- یکے از ارکان جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا :-

آوریدرز

AUTO TRADERS.

۱۶- مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱



NEW INDIA RUBBER  
WORKS (P) LTD.  
CALCUTTA - 700015.

”ہماری اعلیٰ لذات ہمارا خدا میں ہیں۔“  
(کشتی نوح)

پیش کرتے ہیں :-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب  
درشتیٹ، ہوائی چپل نیز ربوہ، پلاسٹک  
اور کمینوں کے جوڑے !!



اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدًا  
(پیشکش)

بانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز :-

43-4028-5137-5206